لا تہنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۔ القرآن الحکیم

الہلال

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
" Alhilal Calcutta "
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ / ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۴ | کلکتہ: چہار شنبہ ۸ رجب ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۲۲

Calcutta : Wednesday, June, 3. 1914

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

14 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription Rs. 8

Half yearly „ 4-12

الهلال

مدير مسئول و محرر خصوصي

احمد مكي الدين ابو الكلام الدهلوي

مقام اشاعت

نمبر ۱۴ مكلاود اسٹریٹ

كلكته

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانه ۸ روپیه

ششماهي ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۲۲ | كلكته: چهارشنبه ۸ رجب ۱۳۳۲ هجري | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, June, 3. 1914

مسلمانان هند اور دولة عثمانیه کی جنگي اعانت

ایک غلط اور افسوس ناک الزام!

مسلمانوں کے فرض دیني و اسلامي کي تشریح

پچھلے ہفتے مقامي انگریزي معاصر هندو پیٹریٹ نے دولة عثمانیه کي خارجي اعانات کے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھا ہے' اور ہمیں افسوس کے ساتھه کہنا پڑتا ہے که وہ یکسر غلط فہمیوں پر مبني ہے -

معاصر موصوف لکھتا ہے که جنگ طرابلس و بلقان کے زمانے میں بڑے بڑے اعانتي فند اسلامي اخبارات کے دفاتر میں کھولے گئے تھے - انکي نسبت اب بعض پنجابي اخبارات سے معلوم ہوا ہے که وہ گو ہلال احمر کے نام سے تھے اور اعلان کیا گیا تھا که صرف لڑائي کے مجروحین اور انکے پس ماندوں کو اس سے مدد دي جائیگي' مگر انکا بڑا حصه ہلال احمر فند کي جگہه خود حکومة عثمانیه کو جنگي امداد میں دیدیا گیا - اس طرح یه اہم سوال پیدا ہوگیا ہے که باوجود اعلان ناطرفداري کے' مسلمانان هند کي مالي اعانات کا جنگ میں لگایا جانا قانوناً قابل اعتراض تھا یا نہیں؟ پھر آخر میں لکھا ہے که جو رپورٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیه سے آئي ہے' اسمیں ان رقوم کا ذکر نہیں ہے - اس سے استدلال کیا جاتا ہے که وہ روپیه حکومت کو بلقاني ریاستوں کے خلاف لڑنے کیلیے دیا گیا ہے' جنکے متعلق برٹش گورنمنٹ ناطرفداري کا اعلان کر چکی تھی

ہم نہیں سمجھتے که معاصر موصوف کو یه معلومات کہاں سے حاصل ہوئي ہیں اور " بعض پنجابي اخبارات " سے مقصود کون اخبارات ہیں؟ اگر اس سے مقصود پنجاب کے وہ معاصرین ہیں جنہوں نے ہلال احمر کي رپورٹ کے متعلق مضامین لکھے ہیں' تو جہاں تک ہمیں معلوم ہے' ہم کہه سکتے ہیں که ان حضرات کا مقصود تحریر صرف تحقیقات اور ایک بظاہر اعتراض انگیز مسئله کے متعلق اطمینان حاصل کرنا تھا' نه که اُس نتیجه کو پیدا کرنا جو غالبا ہندوستان میں سب سے پہلے هندو پیٹریٹ نے پیدا کرنا چاہا ہے' اور گورنمنٹ کے سامنے ایک نئے مسئله کے پیش کرنے کي لا حاصل سعي کي ہے -

ہندوستان کے مسلمانوں نے جنگ طرابلس و بلقان کے زمانے میں جسقدر روپیه جمع کیا' وہ صرف ہلال احمر فنڈ کیلیے کیا - اور جن لوگوں نے روپیه ترکي بھیجا' بلا استثنا صرف مجروحین جنگ اور انکے پس ماندوں کي اعانت ہي کیلیے بھیجا - ہم پورے وثوق کے ساتھه کہه سکتے ہیں که تمام ہندوستان میں اُس عظیم الشان جنگ بلقان کیلیے جسقدر روانه مصارف کرو روں روپیے ... ما ... که نه تھے' کسي ... بھي دس بیس ہزار یا زیادہ سے زیادہ چار پانچ لاکھه روپیه بھیجنے کي بے نتیجه سعي نہیں کي ہے -

البته یه ضرور ہے که قسطنطنیه کي انجمن ہلال احمر ایک غیر سرکاري انجمن تھي - اسکے متعلق پورا وثوق اور اعتماد مسلمانان هند کو حاصل نه تھا - بہت سے لوگوں نے قرین احتیاط سمجھا که اپنا تمام روپیه براہ راست حکومت اور اسکے وزرا کے نام روانه کریں جو ہر طرح کے شکوک اور بدگمانیوں سے بالا تر ہیں -

چنانچه اکثر لوگوں نے صدر اعظم کے نام اپني اقساط روانه کیں -

لیکن اس سے انکا مقصد صرف یه تھا که یه روپیه ہلال احمر کے کاموں میں حکومت کے ذریعه صرف ہو' یا اگر حکومت قابل اعتماد سمجھے تو انجمن کے حوالے کر دے - یه مقصود هرگز نه تھا که روپیه جنگ کے کاموں میں خرچ کیا جاے - یه ایک ایسي معلوم اور کھلي بات ہے جو کبھي بطور راز کے چھپائي نہیں گئي' اور گورنمنٹ اور پبلک دونوں کو معلوم ہے -

الہلال نے اخر ایام جنگ میں جب فہرست اعانت کھولي تو ہمیشه اسکي سرخي جلي ٹائپ میں یه لکھي جاتي تھي: " زر اعانة دولة علیه عثمانیه " اقلاً تیس چالیس مرتبه یه عنوان عام طور پر گورنمنٹ اور پبلک کي نظروں سے گذرا ہے - اس سے مقصود یہي تھا که وہ ہلال احمر کے کاموں کیلیے دولة عثمانیه کي اعانت کي دعوة دیتا تھا -

رہا انجمن ہلال احمر قسطنطنیه کي رپورٹ میں اُن رقوم کا درج نہونا' تو اس سے یه استدلال کرنا که وہ روپیه لڑائي کي اعانت میں حکومت کو دیا گیا' ایک ایسا صریح غلط استدلال ہے جس کو صرف اُن دماغوں ہي میں جگہه ملسکتي ہے جو بعض مسلمانوں کے سر پولیٹکل الزامات قائم کرنے کے خاص طور پر شائق اور آرزومند ہیں - اس رپورٹ میں صرف وہي رقوم درج کي گئي ہیں جو براہ راست انجمن ہلال احمر کے دفتر میں بھیجي گئیں جو روپیه ہلال احمر فند کا بواسطۂ حکومت گیا' یا اعانت مہاجرین وغیرہ میں بھیجا گیا' کوئي وجه نه تھي که اُسے بھي انجمن اپني رپورٹ میں جگه دیتي - ڈاکٹر عدنان بے پریسیڈنٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیه نے خود مجھسے متعدد بار فہرست رقوم کا ذکر کرتے ہوے یه کہا تھا' اور ایک تار میں تو انہوں نے صاف صاف' یه بھي دیا ہے جو رپورٹ کي اشاعت کے بہت بعد میرے نام آیا ہے -

... ماہ ... مئي کے اسکے " ایک خط ... معا ...

نے پاس اشاعت کیلیے بھیج دیا تھا اور نہایت تفصیل سے یہ تمام امور اُس میں بیان کردیے تھے - افسوس ھے کہ کسی وجہ سے وہ خط ابتک شائع نہیں کیا گیا -

بہر حال ھمارے مقامی معاصر کو اس بارے میں غالبا غلط فہمی ہوئی ھے ' اور اس نے ایک ایسا پولیٹکل الزام اپنے مسلمان ہم وطنوں کو بے خبرانہ دیا ھے جسکی ذمہ داری بری ھی شدید ھے ' اور جسکے متعلق اگر ثبوت کا مطالبہ کیا گیا تو اُسے اپنی مشکلات پر افسوس کرنا پڑیگا -

ہم مسلمان ھیں - ہم اپنے کاموں کیلیے سرکاری قوانین سے بھی بالا تر اپنا مذھبی قانون رکھتے ھیں ' اور وہ ھمیں اس درجہ عزیز ھے کہ اسکی تعمیل سے کوئی دنیوی قانون ھمیں نہیں روک سکتا اس قانون نے یقیناً ہم پر فرض کردیا ھے کہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی جب دشمنان توحید و عدالة مسلمانوں پر حملہ کریں ' تو انکی ہر طرح کی اعانت کیلیے ہم سب اُٹھہ کھڑے ہوں ' اور جو کچھہ ہم سے ہوسکتا ھے اس سے دریغ نہ کریں - ہم کو ہندو پیونیر کے ایڈیٹروں نے مسجدوں میں نماز پڑھتے بارھا دیکھا ہوگا - ہم بلا تامل اسے اطلاع دیدیے ھیں کہ جس طرح ہم پر نماز فرض کی گئی ھے ' بالکل اُسی طرح بلکہ اس سے بڑھکر ھمارے ایسے مسلمانوں کی ہر طرحکی اعانت بھی فرض کردی گئی ھے - علی الخصوص جب کہ وہ دشمنوں کے نرغے میں پھنس جائیں ' اور اسلام کی آبادیاں اور بستیاں چھین کر شرک و ضلالت اور ظلم و معصیت کی معمور بنالی جائیں !

ھمارے انگریزی ہم قلم کو معلوم ہونا چاھیے کہ اسی کا نام " حکم جہاد " ھے جو اسلام کے اولین اور بنیادی احکام میں سے ھے گو اس مقدس حکم کو غلط فہمیوں اور بد گمانیوں سے آلودہ دیکھکر بد قسمتی سے بعض مسلمان اپنی زبانوں پر جگہ نہ دیتے ہوں ' مگر الحمد للہ ' ہم اپنے اندر اتنی قوت پاتے ھیں کہ پورے فخر و امتیاز کے ساتھہ اسکا عــلانیہ اعتراف کریں - اور اب ایسے مسلمان بھی ہندوستان کے آسمان کے نیچے بسنے لگے ھیں جو اس حکم کی پیہم اور متصل دعوت دیتے رہنا اپنے تمام کاموں کا سب سے پہلا مقصد بیان کرے ھیں !

پس یہ کہکر ھمیں ڈرانے کی کوشش کچھہ بھی سودمند نہیں ہو سکتی کہ ہم پر اسلام کی آخری حکومت کو جنگی امداد دینے کا الزام لگایا جائے - جنگ کیلیے چند لاکھہ روپیوں کا بھیجنا کیا سے ھے ؟ زیادہ سے زیادہ اس الزام کا مطلب اتنا ھی ہوسکتا ھے کہ ہندوستان میں چین و آرام سے بیٹھکر ہم نے دولة عثمانیہ کو روپیہ بھیجدیا تا کہ اس کی قیمت سے خرید کر کسی دن اپنے دشمنوں پر دو چار گولے پھینکدے - اور یہ جائز نہ تھا جبکہ ہم ایک اعلان ناطرفداری کرنے والی گورنمنٹ کی رعیت ھے -

اگر اس الزام سے صرف اتنا ھی نتیجہ نکلتا ھے تو افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ھے کہ ھمارے حریفوں نے اپنی قوت کچھہ زیادہ شدید طریقہ سے استعمال نہیں کی - کیونکہ روپیہ بھیجنا کوسی ایسی بڑی بات ھے ؟ ہم تو علانیہ یہ تک کہنے کیلیے موجود ھیں ' کہ اگر قسمت یاوری کرے اور ھمت ذلت پسند بلند ہو تو اپنی جانوں اور گردنوں سے بھی خلیفۂ اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کیلیے طیار ھیں ' اور ھمارے جسم کا گوشت اور خون ھمارے لیے خدا کی لعنت اور پھٹکار ھے ' اگر وہ اسلام کی مصیبت کے وقت اسکی حفاظت کی راہ میں کام نہ آیا !

یہ بالکل غلط اور صریح تہمت ھے کہ مسلمانوں نے روپیہ جنـگ کیلیے بھیجا - مگر ہم بغیر کسی تامل کے اعلان کرتے ھیں کہ اگر پھر کبھی وقت آگیا اور ضرورت پڑی تو ہم جنـگ کے لیے بھی روپیہ بھیجینگے ' اور اس سے زیادہ ضرورت ہوئی تو اپنی جانوں کو بھی ھتیلیوں پر لیکر نکلینگے - ہم اس بارے میں صرف اپنے خدا [illegible] حاکم ھیں اور دنیا کی کوئی گورنمنٹ اور اسکا بنایا ہوا کوئی قانون ھمیں اپنے مذھبی اعمال سے نہیں روک سکتا

مجھے اُن روزنامہ کی خبر نہیں کہ میں جانتا ہوں کہ انکی همت کا پیمانہ کسقدر وسیع ھے ؟ لیکن میں اس بارے میں اپنا دل اور زبان ایک ہو [illegible] انکی نسبت [illegible] نہتا ہوں کہ جنـگ بلقان میں [illegible] روپیہ کہ بھیجنا کچھہ اس سبب سے نہ تھا کہ ہمیں کا طرفداری کرنے اسی قانون کو ہم نے اس خدائی قانون پر ترجیح دیدی تھی جو کہتا ھے کہ : جاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ! کیونکہ اگر ہم ایسا کرتے تو اسکے صاف معنی یہ ہوتے کہ انسانوں کے لیے ہم نے اپنے خدا کو چھوڑ دیا جس نے ھمیں ہر ایسے حکم اور قانون کی تعمیل سے روک دیا ھے جو اُسکے حکم اور قانون کے خلاف ہو :

الم ترا لی الذین یزعمون انہم امنوا بما انزل الیک و ما انـزل من قبلـک ' یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت ' وقد امروا ان یکفروا بہ ' و یرید الشیطان ان یضلہم ضـلالا بعیـدا - (۴ : ۶۴)	" اے پیغمبر! کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکا زعم باطل یہ ھے کہ وہ قرآن پر اور خدا کی اُن تمام کتابوں پر ایمان لاچکے ھیں جو قرآن سے پہلے نازل ہوئیں - مگر ساتھہ ھی اُنکے عمل کا یہ حال ھے کہ اپنے معاملات کا فیصلہ الٰہی احکام و قوانین کی جگہ خدا کی مخالف قوتوں اور شریر و سرکش انسان کے حکم اور قانون سے کرانا چاھتے ھیں '

حالانکہ انکو حکم دیا جاچکا ھے کہ وہ اسکے حکموں سے انکار کردیں ؟ حقیقت یہ ھے کہ یہ سب کچھہ شیطـان کی گمراھیاں ھیں جو چاھتا ھے کہ انہیں انتہا درجہ کی ضلالت میں مبتلا کردے "

قرآن کریم کی اصطلاح میں ہر وہ شے اور ہر وہ قوت جو خدا اور خدا کی صداقتوں کی مخالف ہو " طاغوت " ھے - خواہ وہ کوئی بت ہو جو مکہ کے قریش نے خانۂ کعبہ میں رکھدیا ہو ' یا کوئی انسان ہو جو شریر قوتوں اور نفسانی طاقتوں کے گھمنڈ میں آکر حق سے سرکش ہوگیا ہو ' یا پھر کوئی گورنمنٹ اور پادشاھت ہو جو خدا کے بندوں کو اپنے جبر و استیلاء کے آگے سربسجود دیکھنا چاھتی ہو - " من شغلك عن اللہ فہو صنمك " و " من الہاک ' فہو مولاک "

جن بزدل اور نفس پرست روحوں کو باوجود ادعاء اسـلام و توحید ' اس حقیقت سے انکار ہو ' انکے نفاق و کفر معنوی کے متعلق اسی آیة کے بعد ھمیں بتلا دیا گیا ھے :

و اذا قیـل لہم : تعالوا الی ما انزل اللہ و الی الرسول رایت المنافقین یصـدون عنـک صدودا (۴ : ۶۵)	اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ھے کہ آؤ تمام حکموں اور طاغوتوں سے انکار کردو ' اور خدا کے اُتارے ہوے قانون اور اسکے رسول کی تعلیم پر عمل کرو ' تو تم ان منافقوں کو دیکھتے ہو کہ کس طرح تم سے اپنا دامن بچاکر الگ ہوجاتے ھیں اور پیچھے ھٹنے لگتے ھیں ؟

پس ایک مومن انسان جو اپنے تمام کاموں میں صرف اپنے خدا ھی کے حکموں کا فرمانبردار ھے ' کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ وہ ایک سخت مصیبت و خیر جنگ کے موقعہ پر جبکہ بلاد اسلامیہ اور مرکز خلافت علیہ خطرات شدیدہ سے دوچار ہو ' صرف اس خوف سے مجاھدین مقدسین اسلام کی اعانت نہ کرے کہ کسی انسانی قانون نے اُسے روک دیا ھے ' اور اس طرح خدا پرستی کا دعوا کرکے پھر طاغوتیت باطلہ کو بھی اپنا حکم اور سلطان بنالے -

البتہ چونکہ یہ ظاہر تھا کہ اس جنگ عظیم کیلیے وہ اعانتیں کچھہ مفید نہیں ہوسکتی نہیں جو مسلمانان ھند بہ ہزار مصیبت اس موقعہ پر جمع کر سکتے ہیں ' اور موجودہ عہد کی لڑائیوں میں (جبکہ برقی توپوں کی گولہ باری کیلیے فی ساعت کئی لاکھہ روپیے مطلوب ہوتے ھیں) بیس تیس لاکھہ روپیہ ایک دن کا بھی پورا جنگی خرچ نہیں تھا - اسلیے اس غرض سے روپیہ بھیجنا کچھہ زیادہ مفید نظر نہ آیا ' اور یہی بہتر سمجھا گیا کہ مجروحین..

جنگ کے علاج اور شہداء اسلام کے پس ماندوں کی اعانت میں یہ روپیہ صرف ہو اور کوشش کی گئی کہ اگر اس روپیہ کے ذریعہ دشمنان اسلام کے سینوں پر مہلک زخم نہیں لگاے جاسکتے ' تو کم ازکم جاں نثاران توحید کے زخموں پر مرہم ہی لگا دیا جاے -

اگر سوال کیا جاے (جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ بعض اپنے ہی حلقوں میں چھیڑا جا رہا ہے) کہ خود دولۃ علیہ نے بھی اس روپیہ کو ہلال احمر کے کاموں میں خرچ کیا یا نہیں ؟ تو اسکے جواب میں اور کسی کو یہ کہتے ہوے ڈر معلوم ہو تو ہو ' مگر مجھے تو کوئی تامل نہیں کہ ہم نے یہ روپیہ ہلال احمر کے کاموں کیلیے بھیجا تھا - اس کے سوا بھیجنے والوں کا کوئی مقصد نہ تھا - لیکن اگر حکومت اور وزراے حکومت نے اس قلیل و حقیر رقم کو ہلال احمر کی جگہ کسی ایسے کام میں صرف کیا ہو جو ہلال احمر سے بھی زیادہ اس زمانے میں اہم ہو ' تو تمام مسلمانان ہند کیلیے جنکے دل اپنی نا رسائی کے غم سے اندوہگین اور اپنی محرومی کے ماتم سے زخمی ہیں ' اس سے بڑھکر فخر و مسرت کی اور کیا بات ہوسکتی ہے ؟ زہے قسمت ہم محروماں دور افتادہ کی ' اور صد عزو افتخار ہم بد بختان بے دست و پا کیلیے ' اگر ہمیں یقین ہوجاے کہ ہماری حقیر و لا شے اعانتیں اس حادثۂ کبری اور مصیبۃ عظمی کے موقعہ پر مجاہدین مقدسین اسلام اور قاتلین اہل صلیب و عبدۃ الاوثان کی راہ میں ٹھکانے لگیں ' اور ہلال احمر کی مرہم پٹی کی جگہ اصلی میدان غزا میں کام آئیں !!

بریں مژدہ گر جاں فشانم روا ست !

البتہ افسوس ہے کہ اسکا کوئی ثبوت وہ لوگ نہیں پیش کرنے ' جنکے بدترین الزام بھی فی الحقیقت ہمارے لیے بہترین بشارتیں ہیں - کاش ہندو پیٹریٹ اور اسکے ہم مشرب ہمیں اسکا یقین دلا سکتے کہ ہماری کم ہمت نیت کے خلاف ہمارا روپیہ ہلال احمر کی جگہہ اصلی جہاد مقدس میں صرف کیا گیا ہے !

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا معزز مقامی معاصر اپنے کالموں میں اس غلطی کی بہت جلد اصلاح کردیگا - ہم خود تو ایسے الزاموں سے کچھہ متاثر نہیں ہوتے - بجز اسکے کہ مثل صدہا غلط باتوں کے اسے بھی غلط سمجھہ لیں - لیکن اسکا اثر عام طور پر تمام مسلمانوں پر پڑتا ہے ' اور ایک سخت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے -

ہمارا ابتدا سے جو اصول ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے مسئلہ کی نسبت رہا ہے ' وہ زمانے سے پوشیدہ نہیں - حتی کہ ہم نے ہمیشہ نہایت شدت اور سختی کے ساتھہ اُن مسلمان لیڈروں کو الزام دیا ہے جو ہندؤں کو ملکی اشغال کی وجہ سے گورنمنٹ کے سامنے ملزم بنانا چاہتے تھے ' اور انکے مقابلے میں اپنی خوشامد اور غلامی پر ناز کرتے تھے - بہت سے مسلمان ہم سے نا خوش ہیں کہ ہم کیوں انکی طرح ہندؤں سے علحدگی اور مخالفت کی دعوت نہیں دیتے -

ایسی حالت میں ہمارے لیے یہ بڑی ہی دکھہ کی بات ہوگی اگر مسلمانوں کو ایک نئے مگر بے اصل سیاسی الزام کا مورد بنانے کیلیے ہندو پریس کے کسی وقیع رکن کی طرف سے کوشش ہو' اور با وجود کشف حقیقت کے وہ تصحیح و اعتذار سے انکار کردے - ہم اُسے یقین دلاتے ہیں کہ جو لوگ ہلال احمر کی رپورٹ کی بنا پر بحث کرتے تھے اور جنکا اس نے حوالہ دیا ہے' وہ خود بھی یہ کبھی پسند نہ کرینگے کہ انکے مضامین کا وہ نتیجہ نکالا جاے جو ہندو پیٹریٹ نے نکالا ہے - اُنکا مقصد صرف تحقیقات تھا - یا اور جو کچھہ بھی ہو - لیکن یہ تو کبھی بھی نہ تھا کہ انکے مضامین کو ایک نئے پولیٹکل الزام کا آلہ بنایا جاے ' اور کہا جاے کہ لوگوں نے ہلال احمر کے نام سے جنگی اغراض کیلیے روپیہ جمع کیا اور ترکی کو پوشیدہ پوشیدہ روانہ کردیا ! روپیہ بھیجنے والوں نے ہمیشہ اعلان کیا ہے کہ وہ خود حکومت کے نام بھیجتے رہے ہیں - یہ کوئی ایسا راز نہ تھا جو ... اشاعت سے یکایک آشکارا کیا ہو !

مسئلۂ مساجد و قبور لشکر پور

هز ایکسلنسی کا ورود اور نئی درخواست

پراونشل لیگ اور انجمن دفاع مساجد کی متحدہ اور آخری سعی !

کانپور کی مسجد کا معاملہ جب اُن تمام حوادث و مصائب کے ساتھہ شروع ہوا جو ایک ایک کر کے اب لشکر پور کے مسئلہ کی وجہ سے یاد آ رہے ہیں ' تو ہمارے سامنے ناصحوں اور مشورہ فرماؤں کی ایک بڑی جماعت رونما ہوئی ' اور مسلمانوں کی اُن غلطیوں اور بے اعتدالانہ و سرکشانہ گمراہیوں کو واضح کیا گیا جو اگر نہ ہوئی ہوتیں ' تو نہ تو مسٹر ٹائیلر کو فائر کرنے کا حکم دیکر گورنمنٹ کے قیمتی سامان جنگ کو ضائع کرنا پڑتا ' اور نہ ہز آنر سر جیمس کو آگرہ تشریف لیجا کر اس جنگی اسراف مگر فیاضانہ عمل سیاست کے مناقب و فضائل بیان کرنے پڑتے !

ان نصیحت فرماؤں میں پہلا گروہ حکام کا تھا - انکو افسوس تھا کہ " باہر کے چند سرکش او و مفسد " مسلمانوں نے عام پبلک کو خطرناک مذہبی جوش میں مبتلا کرکے یہ تمام درد انگیز مصائب پیدا کیے - ہز آنر سر جیمس مسٹن کے یادگار الفاظ میں ' ان مفسدوں نے بدامنی پیدا کرکے اور بہت سا ناحق خون بہا کر " خدا اور اسکے بندوں ' دونوں کے سامنے اپنے تئیں جوابدہ قرار دیا "

لیکن دوسرا گروہ ناصحین اور مجمع واعظین خود ہمارے ہی قوم کے اُن سنجیدہ و متین ' عاقبت اندیش ' معاملہ فہم ' سرد و گرم چشیدہ ' امن دوست ' وفا پیشہ ' اطاعت فرما ' اور سر عظیم " اولو الامر منکم " کے محرمان راز بزرگوں کا تھا ' جو ابتدا میں تو اپنی پر وقار علحدگی اور مصلحت اندیش خاموشی کی زبان پنہاں سے حق نصیحت و وعظ ادا فرماتے رہے ' لیکن جب مسجد کی منہدمہ دیوار کی شکستہ اینٹیں گرد و غبار بنکر اڑ گئیں ' جب شہداء جنون مذہب اور دیوانگان جہل مسجد پرستی کے خون کی چھینٹوں سے مسجد کی در و دیوار رنگیں ہوچکیں ' جب کانپور کا جیل خانہ ایک سو سات گرفتاران بغاوت کے ہجوم سے بالکل رک گیا ' اور جبکہ " چند باہر کے " مفسدوں کی شرارتیں اور " مذہبی جہل و جنون " کے فسادات یہاں تک طاقتور اور فتح مند ہو گئے کہ اسکے لیے شملہ کی چوٹیوں سے اُتر کر ہندوستان کے سب سے بڑے حکمراں کو کانپور آنا پڑا ' تو پھر صداے سکوت اور نصائح خاموش کا عہد غیبت و پنہانی ختم ہوا ' اور اُس تبریک مسرت میں سب سے پہلے شریک ہونے کے بعد جسکی تعزیت غم میں احکام مصالح اور اسرار اطاعت نے شرکت کی اُنہیں اجازت نہیں دی تہی ' بعض نصائح حکیمانہ اور مواعظ بزرگانہ زبان و قلم پر بھی جاری ہوے ' اور نا قدر شناس و کج راے قوم کو پر امن و با اعتدال کاموں کا طریقہ بتلایا گیا !

ان نصیحتوں کی اہم دفعات یہ تہیں کہ جوش اور ہیجان سے کام لینا عقل اور دانشمندی کے خلاف ہے ادب اور عاجزی کے ساتھہ مثل رعایا اور محکوموں کے التجائیں کرنی چاہئیں - ہمیشہ چاہیے کہ ذمہ دار جماعتیں اندر ہی اندر کام کریں ' اور عوام کو انکے بیجا جوش اور خطرناک ہیجان سے کام لینے کا موقعہ نہ دیں - وغیرہ وغیرہ -

یہ نصیحتیں کتنی ہی قیمتی ہوں مگر مسجد کانپور کے مسئلے کیلیے تو بالکل بیکار ... تہیں - کیونکہ اگر یہ کوئی صحیح طریق کار تہا تو اس نہایت ... اور صحیح ترین دستور العمل کو کامل طرح سے پہلے ہی مسلمانان کانپور اختیار کرچکے تھے ' اور جسقدر طریقے طلب و سوال ' عجز و نیاز ' منت و زاری ' نالہ و فغاں ' اور ادب ... کے ساتھہ کام ... کے ہو سکتے ہیں ' اُن سب کا ایک ایک

اسکا تجربه کیا جاچکا تھا - جب یه تمام بابیں بے سود نکلیں اور ۳ - جولائی کی صبح کو مسجد کی دیوار بیلچوں کی ضرب سے گرائی جا چکی ' تو اسکے بعد مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں ' اور انھیں اِس سنجیده و پرامن دستور العمل کی جگه قانون فتح و ظفر کی وہ ایک ھی ھنگامه خیز دفعه یاد آگئی ' جسکی بے حسن صداقت اِن نصائح کی ظاھر فریبی سے زیاده محکم ہے ' اور جو ھمیشه سے یکساں طور پر تصدیق کرتی آئی ہے که " اعتراف صرف قوت ھی کا کیا جاتا ہے ' اور عجز مزید کا جواب ھمیشه تشدد مزید سے ملتا ہے ' پر تشدد کا نتیجه نرمی اور عاجزی ھوتا ہے " !

تاھم کانپور میں جو کچھه ھونا تھا سو ھو گیا - اب لشکر پور کی مساجد کا معامله عرصے سے ھمارے سامنے ہے - بہتر ہے که خواہ کچھه ھی ھو ' لیکن اِن نصائح و مواعظ پر اتمام حجت کیلیے پورا پورا عمل کیا جاے -

هم نے ابتدا سے اس معاملے میں صبر و تحمل کا طریقه اختیار کیا ہے ' اور جسقدر وسائل امن و سکون کے ھو سکتے ھیں ' وہ سب ایک ایک کر کے عمل میں لاے ھیں - اس مسئله کی ابتدا سنه ۱۸۹۹ سے ھوئی ہے - اسی وقت مسلمانوں نے کمال عجز و نیاز اور ادب و تذلل کے ساتھه گورنمنت کو توجه دلائی ' اور ایک میموریل سر بیلر کی خدمت میں روانه کیا جو اس وقت صوبے کے لفٹنٹ گورنر تھے - مگر اسکے جواب میں کہا گیا که یه کوئی ایسی قابل توجه بات نہیں ہے - متولیوں نے حکام کو اطمینان دلا دیا ہے ' اور گورنمنت اچھی طرح معامله کو سمجھه چکی ہے !

اسکے بعد گذشته فروری میں جب مساجد کی انہدام کا کام شروع ھوا تو مسلمانوں کے دل بے قابو ھو گئے - اسی وقت متعدد واقف حال ... مقامی حکام سے ملے ' مودبانه اور عاجزانه تحریروں اور ... کا دوسرا سلسله شروع ھوا ' اس کے بعد ... جلسے بھی منعقد ھوے ' جن میں گورنمنت کو توجه دلائی گئی اور رزولیوشنوں کی نقلیں بھیجی گئیں -

پھر انجمن دفاع مساجد نے ایک خاص جلسه اس غرض سے منعقد کیا که هز اکسلنسی گورنر بنگال کی خدمت میں ایک قائم مقام وفد لیجاے اور معامله کی اھمیت پر توجه دلاے - اسکے متعلق خط و کتابت کی گئی ' مگر جواب آیا که وفد کا آنا کچھه مفید نہوگا اور گورنمنت کی نظر سے کوئی بات پوشیده نہیں ہے !

اب سوال یه ہے که جو نصیحت فرما مسلمانوں کو صبر و اعتدال کی نصیحت کرتے ھیں ' اور کہتے ھیں که عام ایجی ٹیشن غیر ضروری ہے ' وہ خدا را بتلائیں که جب یه تمام وسائل بے سود ثابت ھوجائیں تو پھر مسلمان کیا کریں ' اور کیونکر اپنی عبادت گاھوں کو گرد و خاک بنکر نابود ھونے سے بچائیں ؟ جو لوگ مسجد کانپور کے حادثه کے زمانے میں ' عام مسلمانوں کو الزام دیتے تھے ' کیا وہ اس موقعه پر باھر نکلنے کی زحمت گوارا فرمائینگے ' اور ھمیں بتلائینگے که اب مسلمان کیا کریں اور کہاں جائیں ؟

یه بالکل سچ ہے که کام خاموشی اور سکون کے ساتھه ھونا چاھیے ' مگر لا علاج مصیبت یه ہے که گورنمنت اس قسم کے کاموں سے کچھه متاثر نہیں ھوتی ' اور جب تک ایجی ٹیشن نہو ' اُس وقت تک اپنی جگه سے حرکت کرنا نہیں چاھتی - یہی خطرناک طریق عمل ہے جو عام طور پر ملک کو ایجی ٹیشن بلکه اس سے بھی زیاده افسوسناک باتوں کی دعوت دے رھا ہے ' اور امن و سکون کے ساتھه کوئی سچا سے سچا اور اھم سے اھم مطالبه بھی پورا نہیں ھوتا !

تمام وسائل عمل میں لاے جا چکے - وقت ہے کہ حضرات کی اطلاع دینے والوں نے اپنا فرض ادا کردیا - عام پبلک صرف نمه ٹلر استیصال کے رونے سے بمشکل سکون میں ہے اور انھیں ... جوش و ھیجان کو کام میں نه لائیں - اب

صرف ایک آخری موقعه اور باقی رھگیا ' جسکے نتائج کا ھمیں انتظار ہے - ھماری دلی خواھش ہے که پچھلے انتظاروں کی طرح یه آخری انتظار بھی ناکام ثابت نہو !

یه معلوم ھوا ہے که عنقریب هز اکسلنسی گورنر بنگال کلکته تشریف لانے والے ھیں - پراونشیل مسلم لیگ کا ایک خاص جلسه پچھلے ھفتے منعقد ھوا جسمیں انجمن دفاع مساجد کلکته کے ارکان بھی شریک تھے - اس جلسے میں بالاتفاق اس مضمون کی تجویز منظور ھوئی که از سر نو پھر اس معامله کے متعلق ایک دوسری درخواست پیش کی جاے اور خواھش کیجاے که هز اکسلنسی کلکته تشریف لا رہے ھیں - اس موقعه پر اجازت دیں که مسلم لیگ اور انجمن دفاع مساجد کے چند منتخب قائم مقام حاضر ھوں ' اور مساجد لشکر پور کے متعلق عرض مقاصد کریں -

گذشته واقعات کیسے ھی تاریک ھوں - تاھم آخری مایوسی ابھی نہیں آئی ہے ' اور امید کی روشنی بالکل غروب نہیں ھوئی - هز اکسلنسی کی گورنمنت اپنی دانشمندی و تدبر اور رعایا کی جائز خواھشوں کی مستعدانه سماعت کے لحاظ سے جو شہرت حاصل کر چکی ہے ' وہ مسلمانوں کیلیے کامیابی کا بہت بڑا سہارا ہے - ھمیں امید ہے که اس درخواست کو منظور فرما کر تمام مسلمانان ھند کی سچی شکر گذاری حاصل کرنے میں تامل نه فرمائینگے - اور معامله خیر و عافیت کے ساتھه ختم ھو جائیگا

اعتذار

کئی ھفتے سے الہلال کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ھو رھی ہے - اس ھفتے امید تھی که ٹھیک بدھه کے دن حسب معمول نکل جائیگا - پھر بھی ایک دن کی تاخیر ھو ھی گئی - امید ہے که آینده ھفته تک یه ایک دن کا بل بھی نکل جائیگا -

پچھلے دنوں تھوڑے تھوڑے وقفه کے بعد ناگزیر سفر پیش آتے رہے - دھلی سے واپس آیا تو بزرگان بہار اپنے دو سال کے مسلسل اصرار اور مواعید کا مطالبه کر رہے تھے - خیال تھا که دھلی سے واپسی میں ایک دن کیلیے اتر جاؤنگا ' لیکن اسٹیشن چھوٹ گیا اور مجبورا کلکته آکر پھر جانا پڑا - پورے تین دن اسمیں صرف ھوگئے - وھاں سے واپس آیا اور ابھی دو دن بھی کام نہیں کیا تھا که عین اخبار کی اشاعت کے دن کلکته سے بیس میل کے فاصلے پر ایک دیہات میں جانا پڑا وھاں جانا بھی ناگزیر تھا - واپسی میں گاڑی نہیں ملی - مجبورا پچیس میل خام سڑک کا سفر رات بھر کے اندر پالکی کے ذریعه طے کرکے کلکته آیا - بارش کی وجه سے بخار میں مبتلا ھوگیا تھا لیکن اسی حالت میں معاً اخبار کی فکر کرنی پڑی !

غرضکه ایسے حالات پیش آجاتے ھیں اور معیت و رفاقت سے محروم ھوں - ان مجبوریوں کی وجه سے اگر سال بھر میں ایک دو ھفتے اشاعت میں تاخیر ھوجاے تو گو ایک اخبار کے دفتر کیلیے کتنا ھی بڑا جرم ھو ' لیکن میری کمزوری اور معذوریوں کو دیکھتے ھوے قابل معافی ضرور ہے -

یہی سبب ہے که پچھلی اور آج کی اشاعت میں تمام ضروری ابواب و مضامین نه آسکے اور باتصویر مضامین کی بھی گنجائش نه نکل سکی - صرف پرچے کو کسی طرح نکالدینا اور اس تاخیر کو آینده کیلیے متعدی نه ھونے دینا پیش نظر تھا - میں چاھتا ھوں که اگلے مضامین مختصر ھوں اور تقریباً تمام ضروری ابواب اپنی اپنی جگه قائم رھیں - اس ھفته چونکه ایک دن کی تاخیر نکل گئی ہے اور امید ہے که آینده وقت پر کام ھو ' اسلیے انشاء الله اگلی اور آینده اشاعتوں میں مضامین و تصاویر بکثرت ھونگے اور ھر باب و عنوان کے متعلق درج ھونگے : و افوض امری الی الله - ان الله بصیر بالعباد -

الهلال

۸ رجب ۱۳۳۲ هجری

اسئلة واجوبتها

واقعـۂ ایلاء و تـخیـیـر

تـفسیـر ، حـدیث ، اور سیـرۃ کـي ایـک مشـتـرک بحـث

(۲)

(آیـۃ تخیـیـر)

غرضکه اس کے بعد هي سورۂ احزاب کي آیۃ تخییر نازل هوئي :

یا ایها لنبي قل لازواجك ان کنتن تردن الحیاۃ الدنیا وزینتها ، فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلا - وان کنتن تردن اللـه ورسوله و الـدار الاخـرۃ ، فـان الله اعد للمحسنات منکن اجـرا عـظـیـمـا - (۳۳ : ۳۰)	اے پیغمبر! اپني بي بیوں کو کهدو که اگر تم دنیا کي زندگي اور اسکي زینت چاهتي هو تو صاف صاف کهدو! میں تمهیں اچهے طریقه سے رخصت کردوں - اور اگر تم الله ' اسکے رسول ' اور آخرت کي طالب هو تو پهر اسي کي هو رهو' الله نے تم میں سے نیکي کرنے والي عورتوں کیلیے بهت هي بڑا اجر طیار کیا رکها هے -

ازواج مطهرات کے متعلق یه آخري اور الهي فیصله تها - چونکه توسیع نفقه اور طلب اسباب ارام و راحت کیلیے انهوں نے انحضرہ (صلعم) پرزور ڈالا تها ' اور اس مطالبه میں تمام بي بیاں متفق هوگئي تهیں ' حتی که انحضرۃ نے ایلاء کرکے ایک ماه کیلیے انسے کناره کشي کرلي تهي ' اسلیے الله تعالی نے چاها که ایک مرتبه همیشه کیلیے اسکا فیصله هو جاے ' اور دونوں راستے انکے آگے پیش کردیے جائیں - یا تو الله اور اسکے رسول کي راه میں ارام و راحت دنیوي کو بالکل خیرباد کهیں ' یا دنیا کے نعائم و لذائذ کیلیے الله کے رسول کي رفاقت ترک کردیں !

چنانچه اس آیۃ میں فرمایا که دنیا اور آخرت ' دونوں تمهارے سامنے هیں - اگر دنیا کي طلب هے تو صاف صاف کهدو - تمهیں رخصت کے عمده عمده جوڑے پهنا کر اپنے گهر سے بعزت و احترام رخصت کردوں - لیکن اگر خدا اور اسکے رسول کي معیت چاهتے هو تو ان دخارف دنیوي کي خواهشوں کو یک قلم جواب دیدو کیونکه ایسا کرنے والوں کیلیے خدا کے هاں بڑا هي اجر اور ثواب هے -

(مصـالح و حکـم تخییـر)

اس حکم کے نزول میں في الحقیقت بهت سي عظیم الشان مصلحتیں پوشیده تهیں - یه ازواج مطهرات کیلیے بهت بڑي آزمایش تهی - دنیا کو دکهلانا تها که جن لوگوں کو خدا کے رسول نے اپنے زندگي میں شریک کیا هے ' انکے تزکیۂ باطني اور خدا پرستي کا کیا حال هے ؟ اگر اس طرح کے واقعات پیش نه آتے تو ازواج مطهره کا تزکیۂ نفس اور انکے دلونکي محبت الهي کیونکر دنیا کے سامنے واضح هوتي ؟

چونکه توسیع نفقـه کي خـواهش میں حضرۃ عائشه اور حضـرۃ حفصـه نے سب سے زیاده حصـه لیا تها اسلیے انحضرۃ (صلعم) سب سے پہلے حضرۃ عائشه کے هاں تشریف لاے اور اس آیت کے حکم سے مطلع کیا - ساتهه هي فرمایا که اس معامله میں جلدي نکرو - بهتر هوگا که اپنے والدے بهي مشوره کرلو - حضرت عائشه بے اختیار بول اٹهیں که بهلا اسمیں مشوره کرنے کي کیا بات هے ؟ جب خداے دو راهیں میرے سامنے کردي هیں تو اسکا جواب هر حال میں صرف ایک هي هے دنیا اور دنیا کي نعمتیں آپکي رفاقت کے سامنے کیا شے هیں ؟ میں سب کچهه چهوڑ کر الله اور اسکے رسول کي معیت اختیار کرتي هوں - اسکے بعد اور تمام بي بیوں سے آپنے پوچها اور سب نے یهي جواب دیا -

خود حضرۃ عائشه کي روایت سے صحیحین میں مروي هے :

مسلم عن مسروق عن عائشه - قالت : خیرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فاخترنا الله ورسوله فلم یعد ذلك علینا شیئاً (بخاري - کتاب الطلاق باب من خیر ازواجه)

صحاح کي دوسري روایتوں میں حضرۃ عائشه کا بیان زیاده تفصیل سے منقول هے - هم نے واقعه بیان کرتے هوے انهیں بهي پیش نظر رکهه لیا هے - مثلاً امام مسلم و نسائي نے ابو سلمه بن عبد الرحمن سے جو روایت اس بارے میں نقل کي هے ' اسمیں حضرۃ عائشه فرماتي هیں

فبد ابي رسول الله (صلعم) فقال اني ذاکرلک امراً فلا علیک ان لا تعجل حتي تستامري ابویک قالت و قد علم ان ابوي لا یامراني بفراقه - ثم قال رسول الله (صلعم) " یا ایها لنبي قل لازواجک الخ " فقلت في هذا استامر ابوي ؟ فاني ارید الله و رسوله و الدار الاخرہ - (صحیح نسائي کتاب النکاح - صفحه ۱۵ - مطبوعۂ دهلي)	پس انحضره نے مجهسے گفتگو کي اور فرمایا که میں تجهسے ایک امر کا ذکر کرتا هوں لیکن کوئي مضائقه نهیں اگر اسکا جواب دینے میں جلدي نه کرو اور اپنے والدین سے بهي انکي راے پوچهه لیں - انحضرۃ کو علم تها که میرے والدین کبهي انسے علحدگي کي راے نه دینگے - بهر حال اسکے بعد آیۃ تخییر آپنے پڑهي اور دنیا اور آخرت کي دونوں راهیں پیش کردیں - میں نے عرض کیا : کیا یهي بات تهي جسکے لیے حضور فرماتے تهے که اپنے والد سے بهي پوچهه لوں ؟ بهلا اسمیں پوچهنے کي کونسي بات هے ؟ اسکا جواب تو صرف یهي هے که میں الله اور اسکے رسول کا ساتهه دیتي هوں اور دنیا کي جگهه آخرۃ کو لیتي هوں -

یه حکم اگرچه صرف ازواج مطهرات کے متعلق تها مگر در اصل اسمیں اس راه کیلیے ایک عام بصیرۃ بهي پوشیده هے - اس واقعه کے ضمن میں خدا تعالی نے ظاهر کیا هے که دو چیزیں ایک دل میں جمع نهیں هوسکتیں جو دل خدا اور اسکي رسول کي محبت اور مرضات کے طالب هوں ' انهیں چاهیے که پهلي هي نظر میں دنیا اور اهل دنیا کي طرف سے دست بردار هو جائیں - یه نهیں هوسکتا که ایک طرف تو خدا کي محبت کا بهي دعوا هو ' دوسري طرف ذخارف دنیوي کے پیچهے بهي سرگردان رهیں ! ولله در ما قال:

سرمد گله اختصار مي بايد کرد
يک کار ازين دو کار مي بايد کرد
يا تن برضاے دوست مي بايد داد
يا قطع نظر ز يار مي بايد کرد !

حق و صداقت کي محبت هي ميں خدا اور اُسکے رسول کي محبت پوشيده هے - اس راه ميں جتني کشمکشيں پيدا هوتي هيں اور جسقدر ٹهوکريں لگتي هيں ' وه صرف اسي بات کا نتيجه هيں که راهرؤں نے دو راهوں ميں سے ايک راه اختيار کرنے کا کوئي قطعي فيصله نہيں کيا هے ' اور بغير اسکے که ايک کے هو رهنے کا فيصله کرکے قدم اٹهائيں ' ويسے هي جوش ميں آکر اٹهه کهڑے هوے هيں !

(قصهٔ ماريهٔ قبطيه اور روايات موضوعه)

يہاں تک تو هم نے ايلاء و تخيير کا اصلي واقعه بيان کرديا جو احاديث صحيحه سے ثابت هے - اب هم اُن روايات کي جانب متوجه هوتے هيں جنکي آميزش سے اس صاف واقعه کو مکدر و مشتبه کرنے کي کوشش کي گئي هے ' اور جسکي ايک محرف و مسخ صورت آپکے مسيحي معلم نے پيش کي هے -

اُن تمام روايات سے صحاح سته خالي هيں - البته ابن سعد ' ابن مرد ريه ' واقدي ' ابن جرير طبري ' طبراني ' بزاز ' اور هيثم بن حليب وغيره نے درج کيا هے ' اور اُن سے عامهٔ مفسرين و ارباب سيرة نے اپني اپني کتابوں ميں نقل کر ديا هے -

ان روايات کا تعلق واقعهٔ تحريم سے هے - اگر انهيں تسليم بهي کرليا جاے ' جب بهي واقعهٔ ايلا پر کوئي اثر نہيں پڑسکتا - البته يه معلوم هوتا هے که " لم تحرم ما احل الله " کا شان نزول يه واقعه نه تها که آنحضرة نے شهد کو اپنے اوپر حرام کرليا تها ' بلکه ماريه قبطيه سے اسکا تعلق هے جو آپکي لونڈي تهي اور آپنے ازواج کي خاطر اسے اپنے اوپر حرام کرليا تها -

هم اِن روايات کيليے امام طبري کي تفسير کو سامنے رکهه لينا کافي سمجهتے هيں کيونکه انهوں نے سورهٔ تحريم کي تفسير ميں حسب عادت تمام روايتوں کو جمع کرديا هے - چنانچه لکهتے هيں :

اختلف اهل العلم في الحلال الذى كان الله احله لرسوله فحرمه على نفسه ابتغاء مرضاة ازواجه ' فقال بعضهم : كان ذلك مارية مملوكته القبطيه حرمهـا على نفسه بيمين انه لا يقربه بها طلبا بذالك رضا حفصه زوجته - (تفسير طبري - جلد ۲۸ - صفحه ۱۰۰)	اهل علم نے اس بارے ميں اختلاف کيا هے که وه کونسي بات تهي جو خدا نے اپنے رسول کيليے حلال کي تهي اور اُنهوں نے اپني بيبيوں کي خوشي کيليے اپنے اوپر حرام کرلي ؟ ان ميں سے بعض کا يه بيان هے که وه ماريه قبطيه لونڈي تهي - اُسے آپنے اپنے ليے حرام کرليا تها - ايک قسم کهاکر که کبهي اسکے پاس نه جاونگا - اور ايسا حفصه بنت عمر کي خوشي کيليے کيا تها جو آپکي زوج مطهره تهيں -

ليکن امام موصوف نے جن " بعض اهل علم " کي يه راے نقل کي هے ' اکثر ائمهٔ حديث مثل امام بخاري و مسلم بل جميع مصنفين کتب صحاح کے مقابلے ميں انکي کيا وقعت هوسکتي هے جنهوں نے سرے سے اس واقعه کو نقل هي نہيں کيا هے ؟

بهرحال اسکے بعد امام موصوف نے وه تمام روايتيں جمع کردي هيں جو اس بارے ميں اُن تک پہنچي هيں - ان سب کا خلاصه يه هے که ماريهٔ قبطيه آنحضرة (صلعم) کي لونڈي تهيں - ايک دن حضرة حفصه آئيں تو اُنهوں نے ديکها که اُنهي کے مکان ميں آنحضرة (صلعم) ماريه کے ساتهه خلوت ميں هيں - آپ اسپر آزرده خاطر هوئيں - اور کہا که ميرے هي مکان ميں اور ميري هي باري کے دن آپ نے ايسا کيا ؟ آنحضرة نے فرمايا که آئنده کيليے قسم کهاتا هوں که ماريه سے کوئي تعلق نه رکهونگا ليکن اس قسم کهانے کا ذکر کسي دوسري بيوي سے نه کرنا - حضرة حفصه اور حضرة عائشه تمام ازواج مطهره ميں باهم رازدار اور دوست تهيں - انسے صبر نهوسکا - اُنهوں نے حضرة عائشه سے کهديا - اسپر يه دونوں آيتيں نازل هوئيں که لم تحرم ما احل الله لك ؟ اور و اذ اسر النبي الى بعض ازواجه - پس جو چيز آپنے اپنے اوپر حرام کرلي تهي وه يهي ماريهٔ قبطيه تهي جسے خدا نے آپ کيليے حلال کيا تها ' اور جو راز بعض ازواج نے ظاهر کرديا تها وه بهي يهي آپکا قسم کهانا تها - بعض روايتوں ميں اتنا اور زياده هے که علاوه قسم کهانے کے آپنے حضرة حفصه سے يه بهي کہا تها که ميرے بعد حضرة ابوبکر اور تمهارے والد ميرے جانشيں هونگے !!

امام طبري نے اس واقعه کے متعلق متعدد روايتيں درج کي هيں - يهي روايتيں هيں جو محمد ابن سعد ' هيثم ' ابن مردويه ' اور طبراني نے عشرة النساء اور مسند وغيره ميں درج کي هيں - ان ميں باهم سخت اختلاف هے اور ايک هي واقعه کو مختلف صورتوں ميں بيان کيا هے - ليکن جب سرے سے انکي اسناد هي قابل قبول نہيں تو اضطراب و اختلاف متون پر کيا بحث کي جاے ؟

(تحقيق و نقد روايات)

ليکن هم پورے وثوق اور زور کے ساتهه اِن روايات کي صحت سے قطعاً انکار کرتے هيں - اور اسکے ليے کافي وجوه موجود هيں که انهيں يک قلم نا قابل قبول و اعتبار قرار ديا جاے -

بالاختصار اسکے وجوه حسب ذيل هيں :

(۱) سب سے پہلے اُس بيان کو پيش نظر رکهيے جو اس مضمون کے پہلے نمبر ميں احاديث و کتب حديث کے متعلق لکهه چکا هوں - محققين و ائمهٔ فن نے طبقات و مراتب محدثين کے متعلق کافي تصريحات کردي هيں اور اس بارے ميں حضرة شاه ولي الله (رح) کي تقسيم قدماء محققين کي آراء کي بهترين ترجمان هے - اُنکا بيان پہلے گذر چکا هے که کتب حديث چار درجوں ميں منقسم هيں - پہلا درجه صحيحين کا هے - دوسرا بقيه کتب صحاح کا ' تيسرا تصانيف دارمي ' عبد الرزاق ' بيهقي ' طبراني وغيره کا - چوتها ابن مرد ويه ' ابن جرير طبري ' ابونعيم ' ابن عساکر ' ابن عدي وغيره کا - تيسرے اور چوتهے درجه کي کتابوں ميں صحت کا التزام نہيں کيا گيا هے اور هرطرح کا رطب و يابس ذخيره جمع کرديا هے -

يه محققانه تقسيم باعتبار صحت ' شهرت ' اور قبول کے کي گئي هے -

" صحت " کے معني يه هيں که اس کتاب کے مصنف نے صحيح حديثوں کے جمع کرنے کا اسميں التزام کيا هو اور اگر کوئي حديث اس درجه کي نهو تو اسکے نقص کي بهي تصريح کردي هو -

" شهرت " سے يه مقصود هے که هر زمانے ميں ارباب فن نے اسے درس و تدريس ميں رکها هو اور اسکے تمام مطالب کي شرح و تفسير اور چهان بين هو گئي هو

" قبول " سے مراد يه هے که علماء فن نے اس کتاب کو معتبر اور مستند تسليم کيا هو اور کسي نے اس سے انکار نه کيا هو -

اب غور کرو که قصهٔ ماريه قبطيه کي جتني روايتيں هيں ' وه نه تو پہلے درجه کي کتابوں ميں هيں ' نه دوسرے درجه کي - بلکه تمام تر تيسرے اور چوتهے درجه کي کتابوں ميں روايت کي گئي

هیں - پهر صرف اتنا هي نهیں بلکه اول درجه کي صحیح کتب حدیث یعني کتب صحاح اور علی الخصوص صحیحین کي روایات انکے صریح مخالف بهي هیں - اور جو سبب نزول آیة تحریم کا اُن سب میں بیان کیا گیا هے ، اس سے اِن روایات کے بیان کرده قصه کو کوئي تعلق نهیں -

(۲) یه تمام روایتیں طبـراني ، ابن سعـد ، ابن جریر طبري وغیره کي هیں - اِن مصنفوں کے متعلق لکهه چکا هوں که انکا مقصود صرف روایات کو جمع کر دینا اور هر طرح کے ذخیرهٔ احادیث و اثار کو ضائع هونے سے محفوظ کر دینا تها - نه تو انهوں نے کبهي یه دعوا کیا که انکي تمام مرویات صحیح هیں اور نه محققین نے انهیں یه درجه دیا - پس طبراني اور طبري وغیره کي روایات صرف اسي وقت قبول کي جاسکتي هیں جبکه انکي صحت کي دیگر وسائل سے بهي تصدیق هو جاے - یا حسب اصول مقررهٔ حدیث انکي صحت پایهٔ ثبوت تک پهنچا دي جاے -

علي الخصوص جبکه کتب معتبرهٔ حدیث مثل بخاري و مسلم انکے مخالف هوں ، اور تمام صحاح سته خاموش -

(۳) اِن روایتوں میں لــم تحرم ما احل اللــه لــک - اور واذ اسر النبي الی بعض ازواجه کا شان نزول بیان کیا گیا هے ، لیکن امام بخاري و مسلم اِنهیں آیات کا شان نزول دوسرا واقعه بیان کرتے هیں یعني جس حلال شے کو آپنے اپنے اوپر حرام کرلیا تها اسکي نسبت خود حضرة عائشه کا قول متعدد روایات و اسناد صحیحه سے موجود هے که وه شهد تهي نه که ماریهٔ قبطیه - امام بخاري نے پانچ چهه بابوں میں اس واقعه کو لیا هے لیکن کهیں بهي ماریهٔ قبطیه کو اپنے اوپر حرام کرلینے کا واقعه نظر نهیں آتا - پهر هم اس بارے میں امام بخاري و مسلم اور مصنفین صحاح کي روایت کو تسلیم کریں یا واقدي ، ابن سعد ، طبراني ، اور طبري کي ؟

(۴) قطع نظر اسکے اصول فن کے لحاظ سے بهي یه روایات پایهٔ اعتبار سے ساقط هیں - طبراني ، ابن مردویه ، اور ابن جریر وغیره نے مختلف طریقوں سے انهیں روایت کیا هے - لیکن ان میں سے کسي روایت کي بهي اسناد صحیح نهیں - آگے چلکر محققین فن کي تصریحات اس بارے میں درج هونگي -

(۵) البته صرف ایک مبهم و مجمل روایت هے جس سے ان روایات کي تقویت کا کام لیا جاتا هے - اسکے دو مختلف طریقوں کي بعض محدثین نے توثیق کرني چاهي هے ، اور صرف یهي روایت هے جو قصه ماریهٔ قبطیه میں نسبتاً بهترین اسناد سے سمجهي جاتي هے - هم صرف اسي پر نظر ڈالینگے اور اس سے ظاهر هوجائیگا که جب بهترین اور اقوي روایت کا یه حال هے تو پهر اُن روایتوں اور انکے اسناد کا کیا حال هوگا جنکو خود انکے حامیوں نے بهي پیش کرنے کے قابل نه سمجها ؟

قیاس کن ز گلستان من بهار مرا !

(روایة مسروق و رقاشي)

حافظ ابن حجر عسقلاني نے کتاب التفسیر کي شرح میں ان تمام روایتوں پر بحث کي هے اور جتنے مختلف اسناد سے مروي هیں سب کو پیش نظر رکها هے :

و اختلف في المراد بتحریمه فغي حدیث عائشه ثاني حدیثي الباب اني ذالک بسبب شربه (صلعم) العسل عند زینب بنت جحش .... و رقع عنده سعید بن منصور باسناد صحیح الی مسـروق قال : حلف رسول الله لحفصه لا یقـرب امته وقال علی حرام - (جلد ۸ - صفحه ۵۰۳ مطبوعهٔ مصر)

جس شے کو انحضرة نے اپنے اوپر حرام کرلیا تها اسکے تعین میں اختلاف هے - عائشه کي حدیث میں جو اس باب کي دوسري حدیث هے ، یه هے که اسکا سبب انحضرة کا شهد تناول فرمانا تها جو زینب بنت جحش کے یهاں آپنے کهایا تها ...... لیکن سعید بن منصور نے سند صحیح سے جز مسروق تک پهنچتي هے ، روایت کیا هے که اسکا سبب وه قسم تهي جو انحضرة نے حفصه کیلیے کهالي تهي که اپني لونڈي کے پاس نه جاونگا اور وه مجهه پر حرام هے -

حافظ موصوف نے ان تمام روایات میں سے صرف اس ایک روایت هي کي توثیق کي هے اور اسے سند صحیح سے قرار دیا هے - باقي روایتیں جو طبراني ، ابن مردویه ، اور مسند هیثم وغیره سے مروي هیں اور عموماً قرطبي اور واحدي وغیره نے اپني اپني تفسیروں میں درج کردي هیں ، انکو صرف اس خیال سے نقل کیا هے که جب مسروق والي حدیث معتبر قرار دیلي گئي تو ان روایتوں سے اسکي تقویت کا کام لیا جاسکتا هے گو في نفسه ان میں سے کسي کي سند بهي قابل اعتنا نهو - چنانچه آخر میں لکهتے هیں :

وهذا طرق کلها یقـوی بعضها بعضاً فیحتمل ان تکون الایة نزلت في السببین معاً (جلد ۸ - صفحه ۵۰۳)

اور یه تمام مختلف طریق باهم ایک دوسرے کو قوت پهنچاتے هیں - پس یه احتمال پیدا هوتا هے که ممکن هے سورهٔ تحریم کي پهلي آیة دونوں واقعوں کے متعلق ایک ساتهه نازل هوئي هو -

اس قول میں حافظ موصوف نے دونوں واقعات کے باهم تطبیق کي کوشش هے ، اسکي نسبت هم آگے چلکر لکهیں گے - یهاں صرف اسقدر دکهلانا مقصود هے که تمام روایات ماریهٔ قبطیه میں صرف مسروق والي روایت هي سے حافظ موصوف متاثر هیں اور دیگر اسناد و طرق کو اسلیے پیش کرتے هیں که روایهٔ مسروق کي اُن سے تقویت مزید هو جاتي هے - پس اس بارے میں عروة الوثقی صرف مسروق هي کي روایت هوي -

اس روایت کے ایک دوسرے طریق کي حافظ ابن کثیر نے بهي اپني تفسیر میں توثیق کي هے ، اگرچه وه خود بهي اس واقعه کا شان نزول سورهٔ تحریم هونا تسلیم نهیں کرتے جیسا که آگے سن لیا جایگا -

چنانچه حافظ موصوف نے سوره تحریم کي تفسیر میں حسب عادت وه تمام روایات نقل کردي هیں جو امام طبري وغیره نے اس بارے میں درج کي هیں ، لیکن چونکه انکي اسناد کا حال ان پر واضح تها اسلیے کسي طریق و سند کي بهي توثیق نهیں کي - البته جو روایت هیثم بن جلیب نے اپني مسند میں درج کي هے ، اسکو نقل کرکے لکها هے که اسکي سند صحیح هے :

قال الهیثم في مسنده ثنا ابو قلابه عبد الملک بن محمد الرقاشي ثنا مسلم بن ابراهیم - (الـخ) عن عمر قال قال النبي صلعم لحفصه لا تخبري احدا وان ام ابراهیم علي حـرام فقـالـت اتحرم ما احل الله لک ؟ قال فوالله لا اقربها ... هذا اسناد صحیح - ولم یخرجه احد من اصحاب الکتب الستة - واختاره الحافظ الضیاء المقدسي (برحاشیهٔ فتح البیان جلد ۱۰ صفحه ۱۸)

هیثم نے اپني مسند میں حضرة عمر سے بواسطهٔ ابن رقاشي وغیره روایت کي هے که انحضرة صلعم نے حفصه سے کها که کسي کو اس بات کي خبر نه دینا - ابراهیـم کي ماں مجهپر حرام هے - حفصه نے کها : کیا آپ اُس چیز کو حرام کرتے هیں جسکو آپکے لیے خدا نے حلال کیا هے ؟ فرمایا که قسم خدا کي ، میں کبهي اس کے پـاس نه جاونگا - اس روایت کي اسناد صحیح هے - لیکن صحاح سته کے جامعین میں سے کسي نے بهي اسے روایت نهیں کیا - البته حافظ ضیاء مقدسي نے اپني مستخرج میں اسے لیا هے -

در اصل یه روایت بهي وهي مسروق والي روایت هے مگر دوسرے طریق سے مروي هے - پس ان تمام روایتوں میں جن میں ماریۂ قبطیه کا حضرۃ حفصه کے مکان میں آنحضرۃ کے ساتهه هونا ' آنکا عتاب کرنا اور آزرده هونا ' پهر آنحضرت کا قسم کهانا وغیره وغیره بیان کیا گیا هے ' صرف یهي ایک روایت هے جسکے ایک طریق کي حافظ ابن حجر نے اور دوسرے طریق کي حافظ ابن کثیر نے توثیق کي هے اور کہا هے که اسناد صحیح سے مروي هے ' لهذا انکے علاوه اور جسقدر طریق هیں ' انکا ذکر کرنا فضول هوگا - کیونکه انکي صحت کے متعلق کوئي تصدیق همارے سامنے نہیں هے -

(روایۃ مسروق و رقاشي کي حقیقت)

اب آئیے ' اس روایت پر نظر ڈالیں که اصول فن کے لحاظ سے یه کہاں تک قابل اعتبار و تسلیم هے ؟ اور اسکا اثر اصل واقعه پر کہاں تک پڑسکتا هے ؟

سب سے پہلے اسپر غور کرنا چاهیے کہ اس روایت میں نه تو ماریۂ قبطیه کا ذکر هے اور نه واقعه کے وه تمام اهم حصے منقول هیں جو امام طبري وغیره نے اپني روایات میں درج کیے هیں - صرف اسقدر بیان کیا هے که آنحضرۃ (صلعم) نے حضرۃ حفصه سے فرمایا که میں اپني لونڈي کے پاس نه جاؤنگا - اسکے لیے قسم کهاتا هوں - پس اگر یه روایت تسلیم بهي کرلي جاے ' جب بهي اُن تفصیلات کي تصدیق کیلیے قیاس محض کے سوا اور کچهه هاتهه نہیں آتا -

ثانیاً - اس روایت کا پہلا سلسله مسروق تک منتہی هوتا هے - مسروق صحابي نه تهے - تابعي تهے - (یعني انهوں نے آنحضرۃ کو دیکها نہیں تها) لیکن وه کچهه نہیں بتلاتے که انهوں نے یه واقعه کس صحابي سے سنا ؟ اور جس سے سنا وه کس حیثیت سے بیان کرتا هے ؟ صرف انکا بیان هے جو بعد کے راویوں نے روایت کردیا هے - اسکو اصطلاح حدیث میں " منقطع " کہتے هیں - یعنے اسکا سلسله آنحضرۃ تک نہیں پہنچتا - ایک ایسي منقطع روایت کو بخاري و مسلم اور کتب صحاح کي متصل اور کثیر الطرق روایات صحیحه کے مقابله میں کیونکر تسلیم کیا جاسکتا هے ؟

یه کہنا که دونوں میں تطبیق محتمل هے ' کسي طرح صحیح نہیں - آگے چلکر هم اسے واضح کرینگے -

رها اس روایت کا دوسرا طریقه جسکي حافظ ابن کثیر نے توثیق کي هے ' تو وه بهي اپنے اندر کوئي ایسي قوت نہیں رکهتا جو اُسے اس حالت میں قائم کرسکے جبکه امام بخاري و مسلم کي صحیح روایتیں سورۂ تحریم کا شان نزول دوسرے واقعه کو بیان کررهي هیں اور تمام کتب صحاح اسکي موید هیں -

اسکے اسناد میں سب سے پہلے جو راوي همارے سامنے آتے هیں ' وه ابو قلابه عبد الملک بن محمد الرقاشي هیں - حافظ ابن حجر نے تہذیب میں انکا ترجمه لکها هے - اسمیں شک نہیں که متعدد ثقات نے انکي توثیق کي هے ' اور ابن حبان نے ثقات میں انکا ذکر کیا هے - نیز ابن جریر وغیره انکے حفظ کا اعتراف کرتے هیں - با ایں همه دار قطني جیسے شخص کي انکي اسناد کي متعلق یه راے تهي :

کثیر الخطاء في الاسانید والمتون - کان یحدث من حفظه فکثرت الاوهام في روایته (۱)	وه روایت کي سندوں میں اور حدیث کے اصل الفاظ میں کثرت سے غلطیاں کرجاتے هیں - انکا قاعده تها که محض اپنے حفظ کي بنا پر حدیث بیان

کرتے تهے - اسلیے انکي روایت میں بهت اوهام پیدا هوگئے -

پهر اسي تهذیب میں دار قطني کا دوسرا قول نقل کیا هے که " لا یحتج بما ینفرد به "

آخر میں خود حافظ ابن حجر لکهتے هیں :

" بلغني عن شیخنا ابي القاسم انه قال : عندي عن ابي قلابه عشرۃ اجزاء ما منها حدیث مسلم اما في الاسناد و اما في المتن - کان یحدث من حفظه فکثرت الاوهام فیه " فتامل !

چنانچه اسي بنا پر بعض محدثین نے اس حدیث سے انکار کردیا هے ' جو ابو قلابه رقاشي نے ابو هریره سے روایت کي هے که " ان النبي صلعم صلي حتی تورمت قدماه " جیسا که حافظ موصوف نے تهذیب میں تصریح کي هے -

پس ان تمام تصریحات سے ثابت هوتا هے که ابو قلابه کي اسناد میں کثرت خطا و اوهام روایت و اغلاط متون کي ارباب جرح و تعدیل نے صاف صاف شکایت کي هے ' اور ظاهر هے که راوي کي شخصي ثقاهت اور موصوف بالخیر و الصلاح هونا (کما قال الخطیب) کچهه مفید نہیں هوسکتا جبکه اسکے حفظ و اتقان اور صحت اسناد و متون کے متعلق مخالف تصریحات موجود هوں - اور علي الخصوص ایسے موقعه پر که صرف اسناد کي قوت هي مطلوب هے اور دیگر اسناد معتبرۃ و مرفوعۃ و متصله اسکے مخالف هیں -

(قصۂ ماریه اور محققین فن)

(٦) حقیقت یه هے که اس بارے میں کوئي روایت بهي صحیح موجود نہیں هے - جو شان نزول حضرۃ عائشه نے بیان کردیا هے اور جسکو بالاتفاق ائمۂ حدیث و اساطین فن نے درج اسفار معتبره و صحیحه کیا هے ' وهي اصلي اور صحیح واقعه هے اور صرف وهي قابل قبول هے -

چنانچه خود حافظ ابن کثیر باوجود رقاشي کي روایت کي توثیق کرنے کے ' آگے چلکر اسکا اعتراف کرنے پر مجبور هوے :

والصحیح ان ذالک کان في تحریمة العسل کما قال البخاري عند هذه الایـــة (ابـــن کثیـــر جلد ۱۰ - صفحه ۱۹)	اور صحیح یه هے که سورۂ تحریم کي پہلي آیۃ اس بارے میں نازل هوئي که آنحضرۃ نے شهد کو اپنے اوپر حرام کرلیا تها جیسا که امام بخاري نے اس آیـۃ کي تفسیر میں لکها هے -

صرف حافظ موصوف هي پر موقوف نہیں ' دیگر ارباب نظر و تحقیق نے بهي صاف صاف لکهدیا هے که ماریۂ قبطیه کے اس واقعه کے متعلق کوئي صحیح روایت ثابت نہیں هے - علامه عیني شرح بخاري میں ان تمام روایات کا ذکر کرکے لکهتے هیں :

و الصحیح في سبب نزول الایـۃ انه في قصة العسل لا في قصة ماریـة المروي في غیر الصحیحه (عیني جلـد ۹ صفحـــه ٥۴۸)	اور اس آیت کے شان نزول کي نسبت صحیح روایت یهي هے که وه شهد کے متعلق هے - ماریۂ قبطیه کے قصه کے متعلق نہیں هے جو کتب صحاح کے علاوه دیگر کتب میں مروي هے -

یهي راے قاضي عیاض کي بهي هے - بلکه جو الفاظ علامۂ عیني نے لکهے هیں در اصل قاضي موصوف هي کے هیں - امام نووي نے شرح صحیح مسلم میں انکي راے انهي الفاظ میں نقل کي هے - خود امام موصوف کي بهي راے یهي هے :

و لـم تات قصـــة مـــاریـــة مـــن طـــریـــق صحیـــح -	اور ماریۂ قبطیه کا قصه کسي صحیح طریق سے مروي نہیں هے

(نووي جلد ۱ - مطبوعه مولانا احمد علي مرحوم - صفحه ۴۷۹)

ایسي صریح اور صاف تصریحات کے بعد کون کهه سکتا هے که ماریۂ قبطیه کا قصه صحیح هے ؟ اور کیونکر جائز هوسکتا هے که اسکي بنا پر معترضین اسلام اپني معاندانه تلبیس اور ابلیسانه فریب کاري کے ساتهه اس واقعه کو همارے سامنے بطور حجت اور دلیل کے پیش کریں ؟

---

(۱) حافظ ابن حجر کي تهذیب التهذیب حال میں دائرۃ المعارف حیدر آباد نے چهاپي هے - میں نے اسي سے یه عبارت نقل کي هے - (دیکهو جلد ٦ - صفحه ۴۲۰)

مذاكرۂ علميه

صفحة من تاريخ الكيميا

(۲)

فن كيميا كے ان مختلف دوروں كي يه ايك سرسري تقسيم تهي - اب هم كسي قدر تفصيل كے ساتهه انپر نظر ڈالتے هيں تاكه هر دور كي ترقيات و انقلابات سامنے آجائيں -

دور اول

[قسم نظري]

اس عهد كے لوگوں نے اپنے اعمال كيميائيه ميں هميشه نهايت ...ي اور نظري امور كے مطالعه پر اكتفا كي - وه كبهي بهي كسي ...يح اور علمي تجربه ميں مشغول نه هوے - ان كا قاعده يه تها كه وه كليات سے جزئيات مستنبط كرتے تهے - حالانكه استنباط و اخذ نتائج كا صحيح طريقه يه هے كه تجربه و مشاهدے سے جو جزئي واقعات نظر آئيں' ان سے كليات اور عام قوانين بنائے جائيں - اسي ليے انكي كوششوں كا ماحصل بجز ناكامي اور ضياع عمر و محنت كے اور كچهه نه هوا -

(مسئلۂ تخليق و عناصر)

اس عهد كے علما كے پيش نظر سب سے زياده اهم مسئله يه تها كه عالم اور ما في العالم (يعني دنيا ميں جو كچهه هے) اسكے عناصر اصليه كيا هيں ؟

انكو يقين تها كه عمل كيمياوي كے ذريعه بعض كم قيمت دهاتوں سے دوسري بيش بها دهاتيں بنائي جا سكتي هيں - چنانچه انهوں نے چاندي اور سونے كے بنانے كي بارها كوشش كي -

عناصر اصليه كيا هيں ؟ اسكے متعلق چهٹي صدي قبل مسيح كے علماء ميں اختلاف تها - بعض كا مذهب يه تها كه هر شے كي اصل پاني هے (فلاسفۂ اسلام ميں سے ابن رشد كا مذهب بهي يهي تها - وه اپني تائيد ميں قرآن حكيم كي يه آيت : وجعلنا من الماء كل شي حي - پيش كرتا تها) اس جماعت كا سرگروه طاليس تها -

ايك دوسرے جماعت كهتي تهي كه عناصر اصل ميں صرف دو هيں : آگ اور هوا -

تيسرا گروه ان دونوں پر خاك كا بهي اضافه كرتا تها -

ديمقراطيس جو پانچويں صدي قبل پيدايش مسيح ميں تها' كهتا تها كه عنصر اصلي صرف ايك مادۂ خاكي هي هے - يه مادۂ خاكي نهايت چهوٹے چهوٹے ذرات ميں منقسم هے - يه ذرات اگرچه حجم ميں باهم مختلف هيں مگر انكا مايۂ خمير اور شكل ايك هي هے - يه ذرات هميشه گردش كرتے رهتے هيں - جسم ميں جسقدر تغيرات هوتے هيں' وه انهي ذرات كے اجتماع و افتراق كا (يعني ملنے اور الگ هونے كا) نتيجه هيں -

ديمقراطيس كي يه راے ذرات كے موجوده نظريه سے في الجمله مشابه هے -

اسكے بعد سنه ۴۴۰ ق - م - ميں امبيد كيليس آيا - اس نے يه خيال ظاهر كيا كه عناصر اصلي چار هيں : آب و آتش اور خاك و باد - انهي سے تمام اجسام مركب هوتے هيں - يه خيال ارسطو كي طرف بهي منسوب كيا جاتا هے - بهرحال يه مذهب خواه ارسطو كا هو يا كسي دوسرے حكيم كا' ليكن دونوں ميں سے كسي نے بهي ان عناصر اربعه كے مايۂ خمير ميں فرق نهيں كيا - يعني دونوں اپني اپني جگه پر يه تسليم كرتے هيں كه ان چاروں كا قوام ايك هي مادے سے هے اور تعداد و اختلاف محض خاصيت كے اختلاف كا نتيجه هے -

ان مختلف خواص ميں سے جن اهم خاصيتوں تك قوت لامسه كا دسترس هے وه چار هيں : رطوبت' يبوست' حرارت' برودت - هر عنصر اصلي ميں دو دو خاصيں هيں - مثلاً آگ گرم و خشك هے - هوا گرم و تر هے' پاني سرد و تر هے' خاك خشك و سرد هے - اس تفصيل ميں آپ نے محسوس كيا هوگا كه هر خاصيت گويا دو عنصروں ميں مشترك هے -

هم نے ابهي بيان كيا هے كه هر عنصر ميں دو خاصيتيں هيں' ليكن يه ياد ركهنا چاهيے كه دونوں مساوي نهيں هيں - كسي عنصر ميں ايك خاصيت زياده هے كسي ميں دوسري خاصيت - چنانچه هوا ميں رطوبت اور حرارت دونوں هيں' مگر حرارت كي مقدار رطوبت سے زياده هے - پاني ميں برودت اور رطوبت دونوں هيں' ليكن برودت رطوبت پر غالب هے - خاك يبوست و برودت كي جامع هے' مگر يبوست غالب هے - آگ يبوست اور حرارت دونوں اپنے اندر ركهتي هے ليكن غلبه حرارت كو حاصل هے -

انهي خواص كي قلت و كثرت كے ساتهه عناصر كي نوعيت بدلتي رهتي هے - مثلاً اگر پاني كي رطوبت پر آگ كي يبوست غالب آگئي تو اس سے هوا پيدا هوجائيگي - يا اگر خاك كي برودت پر هوا كي حرارت غالب آگئي تو اس سے پاني پيدا هوجائيگا - يا اگر آگ كي يبوست پاني كي رطوبت پر غالب هوگئي تو اس سے خاك پيدا هوگي - اسي طرح اگر پاني كي رطوبت آگ كي حرارت پر غالب هوگئي تو اس سے هوا پيدا هوگي - غرض جسم كے هر قسم كے تغيرات انهي خواص كے تغير كے ساتهه وابسته هيں -

چونكه بظاهر ان عناصر ميں سے بعض عناصر كا بعض كي شكل ميں منتقل هوجانا ممكن تها' اسليے اگر قدماء اس كے قائل تهے كه بعض مادے دوسرے مادوں كي شكل ميں منتقل هوسكتے هيں تو يه كوئي تعجب انگيز امر نهيں هے -

مثلاً پاني اور هوا رطوبت ميں مشترك هيں اسليے يه ممكن هے كه حرارت كے ذريعه اسے هوا بنا ديا جاے -

مگر ظاهر هے كه يه كوئي قاعده كليه نهيں هے - هم جانتے هيں كه پاني اور خاك رطوبت ميں مشترك هيں مگر نه تو خاك كو هم كسي طرح پاني بنا سكتے هيں اور نه پاني كو خاك - صرف اس ايك هي مثال سے اندازه كيا جاسكتا هے كه قدماء جزئيات سے كيونكر كليات بنايا كرتے تهے اور كس طرح غلطيوں ميں مبتلا هوجاتے تهے ؟

مگر ارسطو نے يه محسوس كيا كه عناصر اربعه تمام عالم كے كيمياوي و طبيعي ظواهر كي تفسير كے ليے كافي نهيں هيں - اسليے

اس نے ایک اور عنصر کا اضافه کیا - ارسطو نے یه پانچواں عنصر اثیر غالباً هندؤں سے اخذ کیا تھا -

ارسطو کے بعد جو لوگ آئے انھوں نے اس پانچویں عنصر کو ماده سے علحده کر کے دیکھنا چاها مگر ان کوششوں میں کامیابی نه هوئی اور کیونکر هوتي جبکه اثیر (ایتھر) کوئی واقعی شے نهیں هے بلکه ایک وهمی وجود هے جو علماء طبیعة فرض کر لیتے هیں - محض اسلیے که اس کے فرض کرنے کے بعد ان بهت سے ظواهر و عملیات کی تفسیر آسان هو جاتي هے جو مشاهده میں آتے رهتے هیں -

مثلاً تلغراف لاسلکي میں کهربالیت ایک جسم سے دوسرے جسم میں جاتی هے ' مگر ان دونوں جسموں کے درمیان کوئی مادي واسطه نظر نهیں آتا ' اور یه مسلم هے که کوئی مادي طاقت ایک جسم سے دوسرے جسم تک بغیر واسطه کے نهیں جاسکتی - لیکن اس سے یه لازم نهیں آتا که قوت کهربائي کو الگ کر کے بطور ایک عنصر کے دیکھا جا سکے -

دوسرے دور میں بھی ایک جماعت کا ایسا هی خیال تھا که اصلي عنصر پانی هے - اس خیال کی بنیاد وان ملبنٹ کے تجارب تھے جن میں سے ایک تجربے کا تذکره هم یهاں کرینگے -

ملبنٹ کا بیان هے که اس نے ایک پوده جسکا وزن پندره پونڈ تھا ' تھوڑي سي مٹي میں بودیا - اس مٹی کو پہلے ایک تنور میں اس خیال سے خشک کرلیا گیا تھا که جب اسمیں کوئي شے بوئی جاے تو خالص مٹی کا وزن معلوم هوسکے - کیونکه اگر مٹي گیلی هوگي تو ظاهر هے که اُسمیں مٹي کے ساتھه پانی کا وزن بھي شامل هوگا - خشک کرنے کے بعد مٹي کا وزن ۲ سو پونڈ تھا - پانچ سال تک وه اس پودے کو پانی دیتا رها - اسکے بعد جب تولا گیا تو اسکا وزن ۱۶۹ پونڈ اور ۳۰ اونس هوگیا تھا - پھر جب مٹي کو خشک کرکے تولا تو اس کا وزن دو اونس کم تھا !

اس تجربے سے بظاهر یه نتیجه نکلتا هے که اس درخت میں جسقدر ترقي هوئي ' تمام تر پانی هي سے هوئي - اسلیے عرصه تک ایک جماعت اس کي قائل رهي که عنصر اصلي پانی هے - لیکن جب انجنـوز (Ingenhousz) اور لاوازیه پیدا هوئے تو انھوں نے اپنے قاطع و مسکت تجاب سے اس خیال کو بالکل باطل کر دیا -

اهل یونان میں بعض لوگ صرف آگ کو بھي عنصر اصلي مانتے تھے - مگر یه خیال غالباً کلداني ' ایراني ' اور قدیم هندؤں کي آفتاب پرستي کي راه سے آیا هوگا - ایک گروه صرف خاک کو عنصر اصلي کهتا تھا اور اپنے اس خیال کي تائید میں یه دلیل پیش کرتا تھا که تمام اشیاء جب مٹ جاتي هیں تو خاک هوجاتي هیں - ایک اور جماعت صرف هوا کو عنصر اصلي مانتي تھي - اسکے مذهب کي بنیاد انا کسمینس کے اس قول پر تھي که پانی ابر کے تکاثف سے پیدا هوتا هے اور ابر هوا کے تکاثف سے ' نیز یه که پانی کو چونکه هوا بنایا جاسکتا هے اسلیے هر شے کی اصل هوا هي هے -

ان فرقوں میں هر ایک کسي ایک عنصر کو عنصر اصل سمجھتا رها - یهاں تک که ارسطو آیا اور اس نے عناصر اربعه کا اصول رو شناس کیا -

ترجمه اردو تفسیـــر کبیر

قیمت حصه اول ۲ - روپیه - اداره الهلال سے طلب کیجیے

فلسفه

مبادیات کا ایک سرسري مطالعه

(۱)

(فلسفه کي حقیقت)

عام خیال هے که فلسفه نهایت دقیق اور مشکل مضمون هے جو صرف بعض خاص دماغوں هي کیلیے موزوں هے ' یا ایک ایسا غیر مفید اور بے نتیجه علم هے جس سے صرف اونھي لوگونکو سروکار هونا چاهیے جو کاروباري دنیا کے لایق نه هوں ' اور جو هر وقت اپنے خیالات میں محو اور اپنے توهمات میں غرق رهتے هوں - مگر ایسا خیال کرنا سخت غلطي هے -

انسان اشرف المخلوقات هے - کیوں ؟ اسلیے که عقل یا قوت ممیزه اسمیں ودیعت کیگئي هے جسکا وجود اور جاندارونمیں نهیں پایا جاتا - بیشک دیگر حیوان سنتے ' دیکھتے ' اور یاد بھي رکھتے هیں ' مگر اونکي قوتیں صرف عین ضرورت کیوقت هي استعمال میں آتي هیں - برخلاف اسکے انسان مشاهدات عالم کا مطالعه کرتا هے ' اونکي نسبت اپنے خیالات قایم کرتا هے ' پھر اون خیالات کا ایک دوسرے سے مقابله کرکے اونمیں ایک باهمي ربط اور نسبت دریافت کرتا هے - تا که اونپر من حیث الکل نظر ڈالے اور حقایق اشیا سے رو شناس هو -

یهي فلسفیانه عمل هے -

هم جب کسي چیز کي نسبت خیال قایم کرتے هیں ' عام اس سے که وه چیز مادي هو یا غیر مادي ' تو ذیل کے سوال همارے ذهن میں ضرور پیدا هوتے هیں :

اول یه که وه چیز جو همارے ذهن میں هے کیا هے ؟ دوسرے یه که اوسکي ابتدا کب سے هے ؟ تیسرے یه که اوسکا تعلق دیگر اشیا یا خیالات کیساتھه کس قسم کا هے ؟ یعني هم اشیا یا خیالات کي کیفیت اور اونکي ابتدا اور اونکا باهمي اتصاد و تناسب دریافت کرنا چاهتے هیں -

(فـلـسـفي)

هر شخص کو اپني عمر میں اس قسم کے تفکر کا کبھي نه کبھي ضرور موقع ملا هوگا - لهـذا کها جاسکتا هے که هر شخص کم و بیش ایک فلسفي فکر ضرور رکھتا هے -

لیکن سات هي اسکے هر ذي عقل جو صرف کبھي کبھی غور و فکر اور تجسس و تلاش کا عادي هو اور اپني راے بھي قایم کرے ' صحیح معنوں میں فلسفي نهیں بھي کها جاسکتا ' جسطرح که اوس شخص کو جو لوهے کے اوزار کو درست کرنا جانتا هو ایک باقاعده لوهار نهیں کهسکتے ' یا اوس شخص کو جو شیشونکي عارضي مرمت کرسکتا هو ' شیشه گر نهیں کها جاسکتا - پیشه ور شیشه گر یا لوهار وهي هے جسنے اپنے کام کو اپنا پیشه ٹھرا لیا هو ' جسنے باقاعده تربیت کے علاوه اپني دایمي جد و جهد اور مزاولت سے اوس کام میں کمال حاصل کیا هو ' اور جو به نسبت ایک نو کار آدمي کے اپنا کام کم وقت میں مگر زیاده خوبي کیساتھه انجام دیسکتا هو -

یهي مثال ایک باقاعده فلسفه دان کي هے جسنے حقایق اشیا کا مطالعه کرنا اور اونکي تلاش و تفتیش کرنا اور اونکے اسباب و علل دریافت کرنا اپنا منشاء زندگي قرار دے لیا هو - جسطرح ایک لوهار کو آلات کي ضرورت هوتي هے ' اوسیطرح فلسفي کو بھي هوتي هے - اسکے آلات اسکے خیالات هیں - محض مشق اور عمل کے ذریعه

اسکو تفحص اشیا میں بہت جلد دستگاہ حاصل ہوجاتي ہے - جسطرح مختلف پیشہ وروں اور دستکارونکو اسکي ضرورت ہوتي ہے کہ اپنے کام کي جزئیات سے کماحقہ واقف ہوں ' نیز انکے پیشہ کے متعلق جدید انکشافات و ایجادات اونکے پیش نظر رہیں ' اسیطرح ایک باقاعدہ فلسفي کیواسطے بھي اشد ضروري ہے کہ اون چیزونکے متعلق جو اوسکے ذہن میں گذرتي ہیں ' دریافت کرے کہ اوسکے پیشروؤں نے اونکے متعلق کیا خیالات قایم کیے ہیں ؟

(فلسفہ کي غرض)

فلسفہ کي غرض کیا ہے ؟ اور اس سے ہمکو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے ؟

ارسطو کے نزدیک فلسفہ کي ابتدا صرف تعجب و تحیر سے ہوئي - جب انسان اس عالم میں آتا ہے تو تغیرات سے دو چار ہوتا ہے - زندگي کي نیرنگیاں اور کائنات کے عجائبات اوسکو محو حیرت کردیتے ہیں - پس یہ تقاضاے فطرۃ ہے کہ وہ ہر چیزکو دیکھے اور اپنے دل سے سوال کرے کہ یہ کیوں ہے ؟ کب سے ہے ؟ اور کب تک ہے ؟ یہ عالم مع اپنے تمام کائنات کے انسانکے واسطے ایک معما ہے - اسکے حل کرنیکي کوشش ہي کا نام فلسفہ ہے -

پہلي چیز جو انسان کو دریافت حقایق کي طرف مائل کرتي ہے ' مفاد اور نفع ہے - کہا جاتا ہے کہ علم ہیئت کي ابتدا قدیم مصریوں میں اسوجہ سے ہوئي کہ اونکو دریاے نیل کي طغیاني کے بعد اپني زمینیں ناپنا پڑیں - بیاباں نورد کلدانیوں نے ستارہ شناسي اسیواسطے سیکھي کہ اپنے ملکوں میں رہنمائي کرسکیں -

انسان زندگي کے معمے کو حل کرنیکي کوشش بھي اسیوجہ سے کرتا ہے تاکہ اپنے فایدوں اور حقوق کي حفاظت کرسکے - عالم اسرار سے بھرا ہوا ہے جو مادي ہوں یا غیر مادي - مگر ان پیچیدہ مسائل کي کوئي حد نہیں ہے - زمین سے آسمان تک سب انہي سے مملو ہے - انسان ہر وقت اسي فکر میں رہتا ہے کہ وہ فطري راز جو مدت سے سربستہ چلے آتے ہیں ' اونہیں یکے بعد دیگرے دریافت کرتا جاے ' اور یہ عجیب بات ہے کہ گو وہ دریاے علم سے سیراب ہوتا جاتا ہے ' پھر بھي اسکي پیاس نہیں بجھتي بلکہ اور زیادہ بڑھتي جاتي ہے !

یہ تلاش و تفتیش کي عادت انسان میں فطري ہے - یہ کسیطرح اوس سے الگ نہیں ہوسکتي اور نہ ہي مٹ سکتي ہے - اسکي ترقي عقل کي ترقي کے ساتھہ وابستہ ہے - جوں جوں عقل ترقي کرتي جاتي ہے ' اوسیقدر حقایق اشیا کي تلاش بھي بڑھتي جاتي ہے - اسکو اپني لا علمي کا علم ہوتا ہے ' اپني ناواقفیت سے واقف ہوتا ہے ' اور حقائق کو صرف جاننا ہي نہیں چاہتا بلکہ اونپر عمل بھي کرنا چاہتا ہے -

پس فلسفہ کي مختصر تعریف اسطرح کیجا سکتي ہے کہ "وہ اشیا کے اسباب مخفیہ کے تجسس کا علم ہے جس سے غرض یہ ہے کہ ہمارے افکار اور اعمال میں ایک کامل ربط و اتحاد پیدا ہو ' اور جسطرح ہمارے خیالات ہوں ' اوسي طرح کے ہمارے افعال بھي ہوجائیں - جہل سے گریز کرنا ' حقائق دریافت کرنا ' اور غلطیوں سے مطلع ہونا ' وہ غلطیاں جو شاہد حقیقت کے چہرہ پر نقاب بني ہوئي ہیں ' یہي اصلي غرض زندگي کي ہے - اور یہي غرض فلسفہ کي ہوسکتي ہے"

(لفظي تشریح)

خود لفظ "فلسفہ" کي ابتدا اور تاریخ ہمارے اس دعوے کي دلیل ہے - یوناني مورخ ہیرو ڈوٹس رقمطراز ہے کہ کرلیس نے سولن سے کہا تھا :

"میں نے سنا ہے کہ تو ملکوں ملکوں فیلسوف کیطرح (یعني تلاش علم میں) پھرا ہے"

بربلز فلسفہ کے یہ معني بتلاتا ہے :

"تہذیب نفس کیواسطے کوشش کرنا" -

بہر صورت اس لفظ کے ابتدائي معني اعتراف جہل اور تحصیل علم کے ہیں - حکیم فیثا غورث کا (بعض کا خیال ہے کہ سقراط کا) مقولہ ہے :

"عقل صرف خداوند جل و علی کے واسطے ہے - انسان صرف جاننے کي کوشش کرتا ہے - البتہ وہ عقل کا عاشق اور علم و حق کا جویا ہے"

یہي لفظي معني "فلاسفي" اور "فلاسفر" کے بھي ہیں جو یوناني لفظ "فیلوس" (عاشق) اور "سوفیا" (عقل) سے مرکب ہے - یہ عجیب بات ہے کہ ابتدا میں "سوفاس" (عاقل) اوس شخص کو کہتے تھے جو کسي ہنر یا دستکاري کا ماہر ہو - مثلاً ایک گویا یا باورچي یا ملاح یا بڑھئي ' مگر رفتہ رفتہ یہ لفظ علوم عقلیہ کے ماہروں کے واسطے استعمال ہونے لگا - اسي کا دوسرا مشتق "سوفسٹ" (سوفسطائي) ہے جو اون لوگونکے واسطے استعمال ہوتا تھا جو مثل بازاري سودا بیچنے والونکے مختلف علوم و فنون کو بھي بقیمت بیچتے تھے - چنانچہ سقراط نے اپنے تئیں فلسفي کہا ہے نہ کہ سوفسطائي !

(تقسیم)

یوں تو فلسفہ تمام عالم کے مسایل پر حاوي ہے مگر آساني ترتیب کے خیال سے یہ تمام مسایل بلحاظ اپنے موضوع کے تین اقسام پر تقسیم کیے جا سکتے ہیں :

(۱) مسئلۂ وحدت - یعني اصل اصول - وہ قادر اور مبدع قوت جو تمام عالم کي روح ہے - اسکے مباحث کو مسایل ما بعد الطبیعہ کہتے ہیں -

(۲) مسئلۂ اکوان یا دورِ مشاہدات عالم ' اسکو فلسفہ طبیعي کہتے ہیں

(۳) فلسفۂ انساني (انتھرا پا لوجي) جسکے ذیل میں فزیا لوجي (علم الابدان) اور سائکا لوجي (علم النفس) ہیں - پھر سائیکا لوجي کے ذیل میں منطق ہے ' جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان استنباط کیونکر کرے ' اور صحیح نتائج تک کیونکر پہنچے ؟ پھر فلسفۂ جمال اور فلسفۂ اخلاق ہے -

پروفیسر سیلي کا قول ہے :

" ہمارے مدرکات پر بنا ہے علم منطق کي ' جو اون فوائد کے متعلق ہے جن سے ہم یہ جانچ سکتے ہیں کہ ہمارا خیال یا ہماري بحث صحیح ہے - اسي طرح ہمارے جذبات پر بنیاد ہے فلسفۂ جمال کي جس سے ہم اوس چیز کیلیے ایک معیار قائم کرسکتے ہیں جو ہمارے ذہن میں حسین اور قابل فریفتگي ہے " -

اعمال انسانیہ کیواسطے "تاکہ وہ نیکي تک پہنچ سکے" یہ ضروري ہے کہ کچھہ قواعد منضبط کیے جائیں - فرایض کیواسطے قانون لازمي ہے اور قانون یا تو فطري ہے یا انساني - اسکے علاوہ کچھہ ایسے مسایل بھي ہیں جو افراد کے رشتۂ باہمي سے متعلق ہیں انکو سوسیا لوجي (علم الاجتماع) کہتے ہیں - اسمیں فلسفۂ تاریخ بھي داخل ہے -

پس اس بنا پر فلسفہ کي آٹھہ قسمیں حسب ذیل ہوئیں :

(۱) ما بعد الطبیعہ
(۲) فلسفۂ طبیعي -
(۳) فلسفۂ نفس -
(۴) منطق -
(۵) فلسفۂ جمال -
(۶) فلسفۂ اخلاق -
(۷) فلسفۂ قانون -
(۸) علم الاجتماع اور فلسفۂ تاریخ

عــالم اســلامى

تــركــي اور تعلـيم و حريـة نســوان

مسئلۂ حرية نسوان پر ایک ضمني نظر

یورپ میں حیاۃ اجتماعیه کا ماتم اور قران حکم

دفتر الهـــلال میں جو مصور و غیر مصور اخبارات و رسائل یورپ سے منگواے جاتے هیں' ان میں پیرس کا مشهور " السٹریشن " (L'illustation) فرانسیسي زبان کا بهترین مصور رساله هے - اور مضامین کي کثرت ' مواد کے تنوع ' تصاویر کي صناعة و طباعة کے لحاظ سے گریفک ' السٹریٹڈ لنڈن نیوز' اسفیر وغیره 'تمام انگریزي رسالوں پر هر طرح فوقیت رکهتا هے -

بلاد مشرقیه اسکا ایک خاص مصور موضوع هے - چنانچه ۲۸ اپریل کي اشاعت میں .ایک پورے صفحه کا مرقع دیتے هوے لکهتا هے :

„ ترکي کي تمدني حالت میں روز بروز انقلابات هو رهے هیں - ایک سیاح کو انکي سست رفتاري سے اگرچه نا امیدي هوتي هے ' تاهم وه اسکي رفتار سے انکار نہیں کرسکتا اور ایک هي موسم میں چند بار سفر کرکے اِس حرکت کے نتائج اپنے سامنے نمایاں دیکهه سکتا هے -

ایک ماه سے زیاده عرصه هوا که قسطنطنیه میں عام طور پر استعمال کرنے کیلیے تیلي فون لگایا گیا هے - آپ نهایت تعجب سے سنیں گے که بهت سي ترک لڑکیاں تیلي فون کے مرکزي دفتر میں کام کر رهي هیں ' اور بهت سي لڑکیاں کام سیکهه رهي هیں !

ترکي میں تیلي فون اور تیلي گرام کے دفتر انگلستان اور فرانس کي طرح نهیں هوسکتے جهاں صرف مقامي زبان کا جاننے والا اچهي طرح کام کرسکتا هے - یه مغربي اسلامي بابه تخت ایک عجیب و غریب مخلوط آبادي سے عبارت هے ' جهاں یورپ اور ایشیا کي متعدد زبانیں بولنے والي مخلوق بستی هے - وه جس طرح ایک ترک کا گهر هے جو اپنے کاروبار میں بلا ضرورت دوسري زبان اختیار کرنا پسند نهیں کرتا' اسي طرح ایک یوناني کا بهي وطن هے جو یوناني زبان کو هر طرح عثماني زبان پر ترجیح دیتا هے - پهر اسکا یورپین حصه جو ان تمدني رسائل سے زیاده تر کام لینے والا هے ' مختلف یورپین اقوام پر مشتمل هے - انگریز ' فرنچ ' جرمن ' تقریباً اکثر اقوام یورپ یہاں آباد هیں' اور وه اُس تیلي فون سے زیاده فائده نهیں اٹها سکتے جسکے مرکز میں احکام کي تعمیل کرنے والے صرف ترکي زبان هي کا مطالبه کریں !

اس دقت کے دور کرنے کیلیے کمپني نے (جو در اصل خود حکومت هي هے) یه شرط قرار دیدي هے که تیلي فون کے مرکزي استیشنوں کے تمام کارکن اقلاً تین زبانوں سے ضرور واقف هوں -

با ایں همه اس صیغه میں عثماني لڑکیوں کا هونا اس امر کا بین ثبوت هے که یه لڑکیاں عام ترک مردوں سے بهي زیاده زباں داں هیں - کیونکه اُن میں سے هر لڑکي اقلاً تین زبانیں علاوه اپني مادري زبان کے ضرور هي جانتي هے !

یه صیغه ایک انگریز لیڈي کے ماتحت کهولا گیا هے - اس وقت تک پندره لڑکیاں سیکهه کر نکل چکي هیں اور کافي تعداد زیر تعلیم هے ' انگریزي معلمه کهتي هے که ان سے زیاده جفا کش ' محنتي ' اور ذهین طلبا میں نے یورپ میں بهي نهیں دیکهے - انکے ارادے بلند اور انکا نسواني دیریکٹر نهایت اعلی هے "

قسطنطنیه میں تیلي فون کا اسکول - اسکي منتظمه اور ترک متعلمات

* * *

اس فرانسیسي رسالے نے ایک مرقع بهي دیا هے جسمیں تیلي فون کے مدرسے کي بعض متعلمات اپنے چهروں کے ساتهه موجود هیں هم اس کي نقل شائع کرتے هیں - یه اُن چهه لڑکیوں کي تصویر هے جو عنقریب فارغ هوکر نکلینگي . درمیان میں انگریز لیڈي بیٹهي هے جو اس اسکول کي معلمه اور منتظمه هے - اسکے بائیں جانب تپائي کے سامنے وه ترک خاتون هے جو اسي اسکول کي تعلیم یافته هے مگر اب اسکي تعلیم میں مدد دیتي هے - دونوں جانب دو متعلمه بیٹهي هیں اور انکي پشت پر چار لڑکیاں کهڑي هیں -

* * *

اس رسالے کے مراسله نگار کا بیان هے که یه تمام مسلمان لڑکیاں هیں - وه تعجب کے ساتهه اس تبدیلي کا ذکر کرتا هے جو عورتوں کي حالت میں هوئي هے -

ان تصویروں میں عورتوں کے چهرے اگرچه بالکل بے نقاب هیں لیکن جسم پر ترکي برقعه کا وه تمام حصه موجود هے جو نقاب کے الگ کردینے کے بعد بهي بطور ایک بالائي فرغل کے استعمال کیا جاتا هے - اس سے معلوم هوتا هے که یا تو نقاب اتار کر ابهي رکهدي هے' یا اسکول کے اندر اسکي چنداں ضرورت نهیں سمجهي گئي -

بهر حال خواه ان جفاکش اور حیران معاش چهروں پر نقاب

رهتي هو يا نه رهتي هو ' تاهم همیں افسوس کرنا پڑیگا اگر ٹرکي میں بهي عورتوں نے اپني معاش کے مسئله کو عام طور پر اپنے هاتهوں میں لے لیا - اور یورپ اور امریکه کے اُن عورتوں کی درد انگیز مثالیں پیدا هوگئیں جو آج متمدن دنیا کي معیشت منزلي کا سب سے زیادہ گهرا مرض هیں ' اور جسکے درد سے وهاں کے بڑے بڑے حکماء اجتماعي چیخ اُٹهے هیں !

* * *

عورت کو قدرت نے جن فرائض کے انجام دینے کیلیے پیدا کیا هے ' انکو وہ کبهي بهي نہیں چهوڑ سکتي - انکي حقیقت اب بهي ویسي هي مسلم هے جیسي که کسي ابتدائي عہد وحشت میں رهي هوگي - وہ انسان کي ماں بننے کیلیے پیدا کي گئي هے - اسکي نازک اور منفعل خلقت کبهي بهي اُن کاموں کیلیے موزوں نہیں جو گهر کي زندگي کے باهر انجام دیے جاتے هیں - موجودہ تمدن نے اس قدرتي حد بندي کو توڑ دیا اور عورت کو گهر کي شہنشاهي سے نکلکر اپني غذا حاصل کرنے کے لیے آوارہ گردي کرني پڑي ' تاهم اسکا نتیجه وهي نکلا جو احکام قدرت کي هر خلاف ورزي کا هونا چاهیے - آج یورپ اور امریکه میں عورتیں (بقول ایڈیٹر سائینس پروگرس) ایک محنتي کلرک یا کسي ورزشي کهیل کے میدان میں اول درجے کا چاندي کا کپ لینے والي ضرور هیں ' مگر نه تو وہ ایک اچهي ماں هیں جو بچوں کي پرورش کرتي هے ' اور نه اپنے نسواني فرائض ادا کرنے والي بیوي هیں ' جسکے کاموں کا میدان گهر کے اندر بنایا گیا هے !

موجودہ عہد کا ایک بہت بڑا سوشیالسٹ حکیم (مسٹر پروڈن) ابسے بارہ سال پہلے ان عورتوں کي حالت پر ماتم کرتا هوا لکهتا هے :

" خلقت انساني کا وہ جمیل و لطیف نصف حصه جسکا شگفته چہرہ کائنات کا اصلي حسن اور جسکي مسکراهت عالم ارضي کي حقیقي مسرت تهي ' افسوس که آج دنیا سے چهپا جا رها هے ' اور گویا اراده کر لیا گیا هے که اب دنیا میں مرد بغیر عورت کے رهینگے اور فطرۃ کے مرد اور عورت دو جنس قرار دینے اور اس تفریق کي ضرورت سمجهنے میں ایک سخت غلطي کي تهي جسکي تصحیح سے اب زیادہ غفلت نہیں هوني چاهیے !

وہ وقت بہت قریب هے جب " عورت " کا وجود صرف گذشته زمانے کے شعرا کے تخیلات اور عہد قدیم کے صحائف و اوراق سے باهر نہیں ملیگا - لوگ آہ سرد بهر کر کہینگے که ملٹن نے اپني نظم میں " عورت " کے محسوسات بتلائے هیں ' یا ڈکنس نے اپنے قصه میں ایک دوشیزہ لڑکي کي تصویر کهینچي هے - وہ بڑي هي دلفریب اور دلربا چیز هے مگر افسوس که اب زمین پر عورتوں کا پیدا هونا موقوف هوگیا !

یه جو کچهه میں کہه رها هوں محض ایک شاعرانه تخیل نہیں هے - یه واقعات و حقائق هیں جن پر متمدن دنیا کا هر باشندہ میري هي طرح رو سکتا هے بشرطیکه وہ دنیا کو دیکهنے میں میرے برابر آنکهه رکهتا هو - اُس آنے والے زمانے کو چهوڑو دو جسکو همارے موجودہ تمدن کي غلط کاریاں اور ضلالت پیدا کرینگي موجودہ عہد هي میں تلاش کرو که متمدن دنیا کے بڑے بڑے دارالحکومتوں میں " عورتیں " کتني هیں اور کہاں بستي هیں ؟ کیا تم اُس جدید مخلوق کو بهي " عورت " کہنے کي جرات کر سکتے هو جو لندن اور نیو یارک کے کارخانوں میں پهرکي کي طرح حرکت کر رهي هیں ؟ نه تو وہ ماں هیں نه بیوي - نه تو انکا سر کسي قدرتي رفیق کے سینے پر هے اور نه انکي گود میں کوئي محبت اور نسواني جذبات کا مرکز هے : وہ محنت و مشقت کي ایک تهکي هوئي روح هے

یا کارخانوں کي ایک مضطرب الحال مزدور ' یا پهر ایک ایسي مخلوق جو مثل مردوں - روٹي اور کپڑے کیلیے محنت سرائے عالم کي تکلیفوں اور مصیبتوں میں کود پڑي هے - البته مرد محنت و مشقت اپني بیوي اور اسکے بچوں کیلیے کرتا هے - یه صرف اپنے نفس کیلیے کر رهي هے !

بہر حال وہ کوئي هو ' لیکن قطعاً عورت تو نہیں هے - مرد بهي نہیں هوسکتي - پس وہ ایک تیسري جنس هے جسے خدا کي جگهه شریر اور گستاخ انسان نے پیدا کیا هے !

عورت اور مرد کے فرائض بالکل الگ الگ تهے - انکي نسبت جو کچهه ابتدا سے هو رها تها ' وهي خدا کا قانون تها مگر اُسے توڑ ڈالا گیا - عورت نوع انساني کي تکثیر اور اسکي پرورش و تربیت کیلیے تهي - کارخانوں میں مزدوري تلاش کرنے کیلیے نه تهي - نه اسلیے تهي که مدۃ العمر مجرد رهکر سوسائٹي کا ایک کم قیمت کهلونا یا سڑکوں اور تفریح گاهوں کے اندر ایک آلۂ رونق کي طرح متحرک رهے !

جبکه یه حدود توڑ دیے گئے اور عورت پر وہ فرائض ڈالدیے گئے جو صرف مردوں کیلیے مخصوص تهے ' تو اسکا لازمي نتیجه یه نکلا که عورت اپنے جسم سے وہ کام لینے لگي جو اسکا اصلي کام نه تها - اس حالت نے اسکے محسوسات بدل دیے ' اسکے جذبات میں تغیر عظیم هوگیا ' اسکا نازک جسم محنتوں اور مشقتوں سے کمهلا گیا ' بلکه اسکے اندر ایک عضوي انقلاب کے آثار نمایاں هونے لگے - اب نه اُسکا عورت کا سا چہرہ هے اور نه عورت کا سا دل (یعنے جذبات) وہ تمام اپنے جذبات لطیفه و رقیقه سے محروم هوگئي هے - وہ مرد بهي نه بني جسکے بننے کے شوق میں اس نے اپنا سب کچهه کهو دیا تها - پس یقیناً اسے ایک تیسري جنس هي کہنا چاهیے جو خلقت انسانئ کا ایک نیا نمونه هے ' اور جسکا وجود سوسائٹي اور خاندان کیلیے هلاکتوں اور بربادیوں کا پیام هے "

* * *

صرف اسي ایک رائے پر موقوف نہیں یه ماتم عام هے اور یورپ کے تمام اجتماعي حلقے ان مصائب انگیز نتائج کو محسوس کر رهے هیں

مگر یه احساس و علم جو دنیا کے اس ترقي یافته حصے کو اب هوا هے ' اُن لوگوں کو ایک هزار تین سو برس پہلے سے معلوم تها جنہوں نے قرآن حکیم کي هدایات و تعلیمات کو اپني زندگي کا دستور العمل قرار دیا تها

قرآن حکیم نے اسي شے کو " حدود الله " سے تعبیر کیا هے جسکو آج حکماء اجتماعي هر مخلوق اور هر انساني گروہ و جنس کے " قدرتي فرائض " کے نام سے تعبیر کرتے هیں اور انکي نافرماني کو انسانیت کیلیے هلاکت بتلاتے هیں ایک جگه کہا که :

تلک حدود الله فلا تقربوها (۱ : ۱۸۷۰) یه خدا کي قرار دي هوئي حدیں هیں - انکي نافرماني کے قریب بهي نه جاؤ - پهر کہا :

" تلک حدود الله فلا تعتدوها (۱۰ : ۲۲۹) یه خدا کي حدود هیں ان حدود کو نه توڑو اسي طرح سورۂ طلاق میں فرمایا :

و تلک حدود الله و من یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه (۶۵ : ۱) یه الله کي قرار دي هوئي حدیں هیں جو شخص انسے باهر قدم نکالیگا وہ اپنے هي اوپر ظلم کریگا -

اس سے بهي بڑهکر یه که مومنوں کي سب سے بڑي تعریف سورۂ توبه میں یه بتلائي : الحافظون لحدود الله (۹ : ۱۱۳) وہ خدا کي قرار دي هوئي حدود کي حفاظت کرتے هیں -

يهي " حدود الله " نظام انسانية كي اصلي بنياد هيں ' اور انساني ضلالت جب كبهي انكو توڑتي هے تو اسكا لازمي نتيجه خسران و هلاكت هوتا هے -

درحقيقت " اسلام " بهي عبارت انهي " حدود الله " كے قيام سے هے " مسلم " وهي هے جسكي زندگي ان حدود كي ايک عملي اور كامل تصوير هو - مستقل مضمون اس موضوع پر لكهوں تو يه حقيقت واضح هو -

پس مرد اور عورت كے فرائض كے متعلق بهي خدا نے حدود قرار ديے ' اور اُن تمام حكمتوں اور دانائيوں كے جاننے والوں سے زياده كامل اور زياده بهتر طريقه سے انكي تصريح كردي ' جو آج تمدن و علم كے مختلف حلقوں ميں ان كي حقيقت بيان كر رهے هيں -

ديكهو ' سوره روم ميں جہاں خدا كے احسانات و نعائم گنائے هيں ' وهاں ايک سب سے بڑي نعمت خدا كي يه بتلائي

ومن آياته ان خلق لكم من انفسكم ازواجاً لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة (۳۰ : ۲۱)	اور خدا كي حكمت و قدرت كي نشانيوں ميں سے ايک بڑي نشاني يه هے كه اُس نے تمهارے ليے تمهاري هي جنس كي ساتهي عورتيں پيدا كيں تاكه تمهيں اپني زندگي ميں سكون اور امن و راحت ملے '

اور پهر شوهر اور بيوي كے رشتے كو باهمي محبت و رحمت سے مسرت بخش بهي بنا ديا ' تاكه تم خوشي اور راحت كے ساتهه زندگي بسر كرو -

يه آية كريمه في الحقيقت اس بحث كا آخري فيصله هے - عورتوں كے پيدا كرنے اور حياة ازدواجي كي غرض و غايت يه بتلائي كه " لتسكنوا اليها " تاكه تم سكون اور چين پاؤ - يعني عورت مرد كي رفيق زندگي ' اور اسكي كامل زندگي كا وه بقيه نصف ٹكڑا هے جسكے ملے بغير اسكي زندگي پوري نهيں هوسكتي • پهر كها كه " جعل بينكم مودة ورحمه " اس رشتے كي بنياد " محبت اور رحمت " پر ركهي -

اس سے معلوم هوا كه اس زندگي كي اصلي شے مودت اور رحمت هے - ليكن وه پيدا هو نهيں سكتي جب تک اسطرح كا باهمي اشتراک جذبات و قوى ميں پيدا نهو جاے كه مرد عورت كيليے هو ' اور عورت مرد كيليے - يعني بالفاظ كامل تر :

هن لباس لكم و انتم لباس لهن (۲ : ۱۸۷)	تم عورتوں كي زينت هو اور عورتيں تمهارے ليے زينت هيں !

الله اكبر ! كون هے جو كلام الهي كے ان حقائق كيليے اپنے فكر و دماغ كو وقف كرے ' اور غور كرے كه اسكے ايک ايک لفظ كے اندر حياة انسانية اور اسرار زندگي كي كيسے بڑے بڑے صحائف و دفاتر موجود هيں ؟ انسان كي زندگي اور حياة مدني كي جس غرض و غايت كو آج بڑے بڑے مدون علوم هميں نهيں بتلا سكتے ' قران حكيم نے اس ايک جملے ميں بتلا ديا كه " جعل بينكم مودة و رحمه " نيز كها كه " لتسكنوا اليها " صرف ان دو جملوں كي پوري تشريح كي جاے اور اسكے هم مطلب ديگر آيات كريمه بهي جمع كي جائيں تو مسئلۂ حياة اجتماعي و عائلي پر ايک پوري كتاب مرتب هوجاے ! -

غرضكه يهي اشتراک جنسي اور باهمي مودة و رحمت هے جس سے يورپ و امريكه كي سرزمين خالي كي جا رهي هے - كيونكه عورت اپنے فرائض كے حدود سے باهر نكل گئي هے اور مرد و عورت كے اشغال و وظائف كي قديمي اور قدرتي حد بندي يكسر توڑ ڈالي گئي

[بقيه مضمون پہلے كالم كا]

هے - ضرور هے كه اسكے نتائج ظاهر هوں ' اور واقعات كهتے هيں كه ظاهر هو گئے -

پس يه ايک سخت خطرناک غلطي هے كه مشرق يورپ كي نقالي كے شوق ميں اُن چيزوں كي طرف بهي بڑهرها هے جنسے خود يورپ اُكتا گيا هے اور چاهتا هے كه كسي طرح پيچهے هٹے - مسلمانوں كے پاس اس بارے ميں ايک سچي اور حقيقي تعليم موجود هے - عورتوں كو تعليم دينے اور عام حقوق و مقاصد حيات ميں برابر سمجهنے كيليے تمهيں يورپ كي شاگردي و نقالي كي ضرورت نهيں - تمهارے پاس وه سب كچهه موجود هے جو بهتر اور اصلي هے اور اُن مضرتوں سے پاک هے جنكو يورپ الگ كركے عورتوں كے مسئله كو حل نه كرسكا - پهر اس سے بڑهكر اور كيا مصيبت هوگي كه تم اپني هستي كو بهول جاؤ اور يورپ كے سامنے اسكے ليے هاتهه بڑهاؤ ؟ حالانكه خود يورپ اپني اس حالت پر رضامند نهيں هے -

بريد فرنگ

ايک ايڈيٹر اور وزير فرانس !

يورپ ميں پريس كي قوت

عشق كي پهلي غلطي !

قارئين كرام كو ياد هوگا كه پچهلے دنوں رائٹر ايجنسي كي تاربرقيوں ميں پيرس كے ايک سخت حادثه كي خبر دي گئي تهي جو وهاں كے مشهور روزانه اخبار " فگارو " كے دفتر ميں واقع هوا تها ' اور جسميں فرانس كے وزير مال كي بيوي نے ايڈيٹر " فگارو " كو خاص اُسكے دفتر ميں جاكر ريوالور سے قتل كرديا تها -

شايد عام نظروں نے اس واقعه كو زياده اهميت نه دي هو مگر في الحقيقت مختلف نتائج و اطراف كے لحاظ سے يه ايک نهايت اهم اور قابل غور و تفكر واقعه تها -

پچهلي ڈاک ميں فرانس كے جو اخبارات و رسائل آئے هيں ' اُن ميں اس حادثے كي پوري تفصيل درج هے - پيرس كے مصور رساله " السٹريشن " نے ايڈيٹر فگارو ' اُسكے خاندان ' اسكي بيباک قاتله ' اور قاتله كے شوهر كي تصويريں بهي دي هيں اور پوري تفصيل سے قتل كے اسباب پر بحث كي هے -

* * *

ميڈم كايو جس نے ايڈيٹر فگارو كو قتل كيا ' پيرس كي موجوده اعلى سوسائٹي كي ايک حسين ' فيشن ايبل ' اور طرحدار ليڈي هے - اُس كا حسن و جمال گو اس درجه كا نهيں هے كه اسكي مثاليں كم ياب هوں ' تاهم به حيثيت ايک شيوه طراز اور مجلس آرا ليڈي هونے كے اعلى سوسائٹي نے هميشه اسكي دلربائيوں اور سحر ادائيوں كا اعتراف كيا هے ' اور ابتدا سے اسكے قدردانوں اور اميدواروں كا حلقه وسيع هے :

خوبي همين كرشمه و ناز و خرام نيست '
بسيار شيوه هاست بتاں را كه نام نيست !

موسیو کایو وزیر مال فرانس

تاهم حسن و عشق کی هر زندگی کیلیے " محبت کی پہلی غلطی" همیشه درد ناک رهی هے اور اس راه میں جب کبھی ٹھوکر لگتی هے تو پہلے هی قدم کو لگتی هے :

طفل نادانم و اول سبق است !

میڈم کایو کے دل عشق خواه کیلیے بھی اسکی "پہلی غلطی" کی یاد زخم حسرت بنی - اسکے لیے تلافی کا مرهم بنایا گیا مگر اس راه کی پہلی غلطی همیشه لاعلاج ثابت هوتی هے - اسکا زخم جب گہرا هوجاے تو پھر اسکا کوئی علاج نہیں :

جرم را ایں جا عقوبت هست و استغفار نیست !

یہی پہلی غلطی تھی جس نے بالاخر اسے عدالت کے سامنے مجرموں کی طرح پہنچایا ' حالانکه کتنے هی مجرمان عشق اور گنه گاران محبت هونگے جنهوں نے اس قهر مان ناز و عشوه کے سامنے اپنی زندگی کا آخری فیصله سنے کیلیے سر جھکا یا هوگا !

* * *

جون سنه ۱۹۰۰ میں اسکی پہلی شادی هوئی - یہی اسکی " پہلی غلطی" تھی - بسا اوقات محبت چہرے پر نقاب ڈالکر آتی هے جو بہت دلفریب هوتا هے ' مگر اسکی دلفریبی کو چھپے هوے چہرے کی دلفریبی سمجھ لینے میں هم غلطی کرجاتے هیں - میڈم کایو پر بہت جلد هی ظاهر هوگیا که اس تعلق میں اسکے لیے خوشی نہیں هے اور انتخاب کرنے میں اسکے دل پرستش طلب نے جلدی کی - وه اپنے شوهر کیلیے امید واروں کی ایک بہت بڑی صف کو جواب دیچکی تھی - اب ایک ایک کرکے تمام دلدادگان عشق یاد آنے لگے - نظروں کا جب اصلی ٹھکانا تاراج ناکامی هوجاتا هے تو وه عشق کے دوسرے آشیانوں کی جستجو شروع کردیتی هیں

محبت کا خاتمه هوا اور تاجرانه معاهدے شروع هوے بالاخر دونوں نے باهم راضی نامه کرلیا که ایک دوسرے کے معامله میں دخل نه دینگے اور اپنی اپنی دلچسپیوں کی راهیں الگ الگ نکال لینگے : -

بس لیجیے سلام ' اپنا بھی وعده هے کسی سے !

آج کل یورپ اور امریکه کے اعلی طبقوں کی ازدواجی زندگی ایسے هی باهمی راضی ناموں پر بسر هو رهی هے !

* * *

لیکن یه طرز زندگی بھی زیاده عرصه تک قائم نه رهسکی اور بہت سے معاملات طشت از بام هوگئے - آخر عدالت کے قانون سے مدد لینی پڑی ' اور تین سال کے بعد اس مقدس معاهدۂ محبت کا جو قربانگاه کے سامنے هاتھه میں هاتھه دیکے دائمی زندگی کیلیے کیا گیا تھا ' یه نتیجه نکلا که قانون طلاق کے ذریعه دونوں علحده هوکر آزاد هوگئے !

اس طرح " پہلی غلطی " کا علاج کیا گیا - مگر عشق کی غلطی کا کون علاج کرسکتا هے ؟ یه زخم دوا پذیر نہیں :

کے گفته بود که دردش دوا پذیر مباد !

* * *

اب پھر امید واروں کا هجوم ' طلب گاروں کا انبوه ' عشق کی فریادیں ' حسن کی خود داریاں ' سوسائٹی کیلیے روز بازار رد و قبول کا هنگامه گرم ' اور مسابقت و رقابت کی کشمکش کی صلاے عام تھی :

سر دوستاں سلامت که تو خنجر آزمائی !!

بالاخر اس معرکۂ عظیم میں موسیو کایو وزیر مال فرانس اپنی فتح مندی سے محسودانه بازی لیگئے اور طلاق کے ایک سال بعد هی دونوں کا باقاعده عقد هو گیا -

* * *

حال میں بعض پولیٹکل مسائل کے متعلق مختلف جماعتوں میں جوش و هیجان پیدا هوا اور اسکا اثر ان اشخاص و افراد تک پہنچا جنکا ان مسائل سے خاص تعلق تھا - اسی سلسلے میں اخبار " فگارو " موسیو کایو کا سخت مخالف هوگیا اور اپنے حریف کو شکست دینے کیلیے هر طرح کے حربے کام میں لانے لگا -

اسنے مخالفانه مضامین کا ایک پورا سلسله شروع کردیا جسکے هر نمبر میں کوئی نه کوئی سخت اعتراض اور طعن هوتا اور پبلک طور پر اسکا جواب طلب کیا جاتا - یہاں تک که ایک بار صاف صاف لکھدیا : " میرے پاس اس قسم کی تحریری شهادتیں موجود هیں جن سے اس مغرور وزیر کی زندگی کے بڑے بڑے راز آشکارا هوتے هیں - میں انهیں عنقریب شائع کرونگا اگر وه اپنے کاموں سے باز نه آیا "

* * *

اس دھمکی کے شائع هوتے هی تمام پبلک میں ان رازوں کا تذکره شروع هوگیا - یورپ میں پریس کی قوت سب کچھه کرسکتی هے -

میڈم کایو ایڈیٹر فگارو کی قاتله

اور مطبوعات کی آزادی کے آگے خود حکومت اور اعلی ترین حکام و وزراء حتی کہ خود پریسیڈنٹ جمہوریت کی بھی کچھہ نہیں چلتی - اگر وہاں پریس کسی شخص کا مخالف ہو جاے تو اسکا مرض لا علاج ہوتا ہے -

" فگارو " کے مضامین سے وزیر فرانس کی زندگی تلخ کردی اور اسکی وقعت و عزت کا دکاندار ختم ہوگیا !

* * *

دھمکی کے اعلان سے پانچ دن بعد دن کا وقت تھا - بارہ بج چکے تھے - دفتر فگارو میں چیف ایڈیٹر اپنی میز کے سامنے بیٹھا تھا - یکایک آکے ایک کارڈ ملاقات پر " میڈم کائیو " کا نام لکھا تھا - وہ حیران ہوا کہ اسکے سب سے بڑے مخالف کی بیوی کا اُس سے کیا کام ہوسکتا ہے ؟ بہر حال اُس نے نوکر سے کہا کہ میرے کمرہ تک معزز ملاقاتی کو پہنچا دو -

میڈم کائیو نہایت سنجیدگی اور ایک معمولی ملاقاتی کی طرح بڑھی ' اور ایڈیٹر کی میز کے سامنے آکے کھڑی ہوگئی - وہ مصافحہ کرنے کیلیے اٹھا اور اپنے خوبصورت ملاقاتی کے رک جانے پر کچھہ کہنا چاہتا تھا کہ میڈم کی حسین آنکھیں خوفناک روشنی سے چمک اٹھیں - اس نے اپنا دھنا ہاتھہ کوٹ کی جیب سے نکالا جسمیں بھرا ہوا پستول تھا - قبل اسکے کہ اس حیرت انگیز واقعہ کو سمجھنے کی اسکے مخاطب کو مہلت ملے ' پستول کے چھوٹنے کی آواز سنائی دی ' اور بے خبر ایڈیٹر میز کے پیچھے فرش پر لوٹنے لگا . . .

* * *

پولیس نے فوراً قاتله کو گرفتار کرلیا - اس نے ذرا بھی مزاحمت نہ کی - اس حادثہ کے بعد یہ راز کھلا کہ جو دھمکی فگارو نے تحریری شہادتوں کی نسبت دی تھی ' وہ دراصل قاتلہ کے اس ناجائز حسن و عشق کے تعلقات سے متعلق تھیں ' جو اُس کے پہلے شوہر کے زمانے میں موسیو کائیو اور اسمیں باہم جاری رہے تھے - یہ عاشقانہ خطوط کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا جو کسی طرح ایڈیٹر فگارو یا اُسکے ساتھیوں نے حاصل کرلیا تھا -

ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ شادی سے پہلے بھی یہ دونوں باہم ہر طرح کے تعلقات رکھتے تھے ' اور حالت یہاں تک بڑھگئی تھی کہ بالآخر پہلا بد نصیب شوہر مجبور ہوگیا کہ عدالت تک معاملہ پہنچادے ' باقاعدہ طور پر علحدہ ہوجاے اور اپنی بیوی کو نئے دوستوں کیلیے خود مختار چھوڑ دے !

ان میں وہ خطوط بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس زمانے کے تعلقات صرف موسیو کائیو ہی تک محدود نہ تھے ' بلکہ عشاق و ز ضیطاروں کا پورا حلقہ کامیاب لطف و کرم تھا ' اور اس فیاض حسن کی بخشش کی عمومیت امتیاز و خصوصیت کے بخل سے پاک تھی !

جب " فگارو " نے تحریری شہادات کی دھمکی دی تو میڈم کائیو کو یقین ہوگیا کہ اب تمام معاملات طشت ازبام ہوجائینگے - اسکا علاج کچھہ نہ تھا - کیونکہ ایک اخبار حریف و مقابل ہوگیا تھا - مجبور ہوکر اس نے ارادہ کرلیا کہ قبل اسکے کہ اسکے دشمن کا قلم کام کرے ' خود اُسی کی زندگی ہی کا خاتمہ کردیا جاے -

معاملہ ابھی عدالت میں ہے - میڈم کائیو جیل خانے میں ہے - وکیل کہتے ہیں کہ یہ اقدام جنون اور ایک طرح کی [illegible] فاسدہ عرصے سے مبتلا تھی - مگر ساتھہ ہی ایڈیٹر فگارو کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہوگیا گو اسکی زندگی ختم ہوگئی - یعنے وزیر مال نے استعفا دیدیا !

* * *

اس واقعہ سے متعدد اہم نتائج حاصل ہوتے ہیں :

(۱) یورپ کے اعلی طبقہ کی موجودہ زندگی سامنے آجاتی ہے جسکی حیاۃ اوراجی عیش معبت سے بکسر محروم ہوگئی ہے اور گو اسکا ظاہر کتنا ہی روشن ہو لیکن اسکے اندر خوفناک رازوں اور اخلاقی جرائم کی تاریکی پوشیدہ ہے !

(۲) دنیا کی قدیمی اخلاقی صداقتیں اب بالکل بے اثر ہوگئی ہیں - یورپ کی زندگی روز بروز جس طرف جا رہی ہے ' اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ بڑی بڑی معزز زندگیاں بھی اس قسم کے واقعات کو چنداں اہم نہیں سمجھتیں - محض سوسائٹی کے اعتبار ' مجلسی قواعد کے وقار ' اور رسمی ضوابط کے اعتراف پر ہر شے منحصر ہے - فی نفسہ نہ تو اخلاقی اصول کوئی شے ہیں اور نہ عصمت و عفت کوئی چیز ہے -

(۳) یورپ کے پریس کی قوت جسکے آگے کسی قوت کی نہیں چلتی - جب وہ کسی شخص کا مخالف ہوجاے تو خواہ وہ کتنا ہی بڑا آدمی ہو ' لیکن اسکے سوا کوئی علاج اپنے پاس نہیں رکھتا کہ یا تو خود اپنی زندگی سے ہاتھہ اُٹھالے یا اپنے مخالف کو قتل کرڈالے - اس واقعہ میں دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا لیکن بے شمار واقعات اس قسم کے بھی ہوچکے ہیں جنمیں بڑے بڑے آدمیوں نے پریس کی مخالفت سے عاجز آکر خود کشی کرلی ہے -

تاریخ حیات اسلامیہ

مسئلۂ قیام الهلال

الهلال میں دیکھا گیا کہ الهلال کے بقاء کا مسئلہ درپیش ہے اور دو ہزار خریدار بہم پہنچانے کی خواہش کی گئی ہے - اسکی تعمیل میں آپ کے خادم مصروف ہیں - میں بھی فی الحال دو خریدار حاضر کرتا ہوں - انشاء اللہ عنقریب اور بھیجونگا -

خدا آپکے اخبار کو کامیاب کرے اور آپ کی عمر و اقبال میں ترقی دے - آپ کے اخبار کا مجھکو بے حد انتظار رہتا ہے - ڈاک خانہ میرے سکونتی مکان کے سامنے ہے - ڈاک ۲ بجے رات کو آتی ہے - میں اخبار کے انتظار میں ہر ہفتے کئی راتیں دو دو بجے تک انتظار میں کاٹ دیتا ہوں !

اپنے بچوں کی خیریت کے خط کا مجھے اسقدر انتظار نہیں ہوتا - جسقدر آپ کے اخبار کا

آپکا خادم محمد عبد الرزاق - تعلقہ کھیم ضلع مدگل (علاقۂ نظام)

چھہ خریدار سردست حاضر ہیں - تین کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجتا ہوں اور تین کے نام وی پی روانہ ہو -

عقیدت مند

محمد خلیل اللہ شریف - محاسب ضلع ورنگل دکن

سر دست پانچ خریدار ان اطراف کے حاضر ہیں - مزید کوشش جاری ہے -

سید ظہور حسن کنٹراکٹر و کمیشن ایجنٹ جالم پٹہ - ضلع محبوب نگر (دکن)

مراسلات

کتاب مفتوح بنام

ایڈیٹر الہلال از عبد السلام ندوی

جناب مولانائے معترم زاد الله بسالتکم شدة و قوة - بعد سلام -

میرا خط جس کو طلبائے دارالعلوم ندوة العلماء کے اعتصاب کا محرک قرار دیا گیا ہے اور جس کا ذکر جناب نے بھی اپنے جریدہ میں ضمنی طور پر کیا ہے ' میں اوسکے متعلق اخبارات میں مختلف حیثیتوں سے نہایت تفصیلی بحث کرنا چاہتا تھا ' لیکن احباب نے مشورہ دیا کہ اب تمام مباحث کو چھوڑ کر جلسۂ دہلی کے نتائج کا انتظار کرنا چاہیے - میں اگرچہ حقائق شریعت کے اظہار میں مصلحت وقت کا لحاظ خدع نفس کی بدترین شکل خیال کرتا ہوں ' تاہم جب یہ مشورہ اصرار اور اصرار سے جبر و اکراہ کی صورت میں بدل گیا ' تو مجھے مجبوراً خاموش ہونا پڑا ' لیکن اب جب کہ قوم کے اس جوش ملی کے اظہار کا زمانہ ختم ہوگیا ' میں آپ کے اخبار کے ذریعہ ان مباحث کو چھیڑنا چاہتا ہوں - میں اس خط کے متعلق صرف شرعی اور اخلاقی حیثیت سے بحث کرنا چاہتا ہوں - اسلیے میں نے الہلال کو منتخب کیا ہے کہ اس جریدہ غراء کا عروة الوثقی صرف شریعت ہی ہے -

سب سے پہلے آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ میں نے بمبئی سے ایک خط بھیجا اور وہ مکتوب الیہ تک نہیں پہونچا ' آپکو یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی اعجاز علی صاحب نے اخبار مساوات مورخہ ۲۰ نومبر میں یہ خط شائع کیا ' وہ براہ راست اونکو کورٹ میں نہیں مل سکتا تھا ' اس بنا پر بظن غالب (جس پر تمام دنیا کے کاروبار کا دار مدار ہے) یہ خط اونکو متعلقین دفتر نظامت یا دفتر اہتمام کے ذریعہ ملا ہوگا جن کے ہاتھہ میں ڈاک کا انتظام تھا - بہر حال یقینی طور پر کوئی ذریعہ متعین نہیں کیا جاسکتا - تاہم یہ یقینی ہے کہ اس معاملہ میں تودوا الامانات الی اہلہا کے محکم اصول کی خلاف ورزی کیگئی - تو پھر آپ نے بحیثیت مدعی امر بالمعروف و النہی عن المنکر ہونے کے کشف حقیقت کا (اس معاملہ میں) فرض کیوں نہیں ادا کیا ؟ اور شریعت کے اس اصل مہم کی توہین کیوں گوارا کی ؟ یہانتک تو امر بالمعروف و احتساب دینی کا فرض صرف اشخاص کی ذات تک محدود تھا ' لیکن یہ خط جلسہ انتظامیہ میں پیش کیا گیا - اور اوسکے ذریعہ اسٹرائک کا قطعی فیصلہ کیا گیا ' مجھے اگرچہ قانون سے واقفیت نہیں ہے تاہم عقل سلیم بتاتی ہے کہ اس خط کے متعلق تمام مباحث کا فیصلہ اوسی جلسے کو کرکے ملک و قوم کے سامنے ایک موثق صورت میں پیش کرنا تھا - لیکن جلسہ انتظامیہ کی روئداد سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ خط کیونکر ناظم صاحب کے ہاتھہ آیا ؟ اور مولوی اعجاز علی تک کیونکر پہونچا ؟ جلسہ نیز میں اصل خط پیش کیا گیا یا اوسکی نقل سے کام لیا گیا ؟ بہر حال جب ایک جلسہ نے ان تدلیسات باطلہ کو جائز رکھا تو اس نے قومی حیثیت سے ایک امر منکر کا ارتکاب کیا ' اس حالت میں آپنے بحیثیت ایک ناہی منکر ہونے کے اس شر مستطیر کی طرف کیوں نہیں توجہ کی ؟ معلوم ہوتا ہے کہ اوس قانون کے اتباع سے جس نے کسی مدرسہ کے ناظر یا مدیر کو خطوط کھولنے کا اختیار دیا ہے ' آپ نے شریعت کے اس اخلاقی اصول کو نظر انداز کردیا ہوگا ' لیکن آپکو یقین دلاتا ہوں کہ مولوی خلیل الرحمان صاحب نے اخبارات میں ایک تحریر شائع کی ہے جس میں اس خط کے کھولنے سے انکار کیا ہے ' اور غالباً مہتمم صاحب بھی انکار کرینگے اور اوس قانون کی رو سے صرف انہی دو بزرگوں کو یہ حق حاصل تھا - ان کے علاوہ جس شخص نے یہ جرأت کی ہوگی ' وہ یقیناً اخلاقی ' شرعی ' بلکہ قانونی مجرم ہوگا -

اگرچہ اس قسم کی عام فریب تحریروں سے حقیقت نہیں چھپ سکتی - ناظم صاحب نے جب اوس خط کو جلسہ میں پیش کیا تو اُنکو کھولنے والے کے نام سے ضرور واقفیت ہوگی ' اسلیے وہ شرعی حیثیت سے کتمان شہادت کے مجرم ہیں ' اور اس نے آپ کے احتساب دینی کے فرائض میں ایک دوسرے فرض کا اور اضافہ کردیا ہے جو ہر حیثیت سے آپ کی توجہ کا محتاج ہے ' لیکن میرے نزدیک تو اس بے توجہی اور اغماض کا حقیقی سبب آپ کی بیجا خود داری ' اور مفرط بلند خیالی ہے - آپ فخر و غرور کے لہجہ میں اکثر کہا کرتے ہیں کہ " میں مقاصد مہمہ پر نظر رکھتا ہوں یہ تو یہ جزئی بات ہے - "

" میں کلیات سے بحث کرتا ہوں ' اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیے ہمیں فروعات سے کیا بحث - فلاں شخص قابل خطاب نہیں " غالبا اسی بنا پر آپ نے اس خط کے متعلق بھی تمام جزئی مباحث کو نظر انداز کردیا ہوگا - میں آپ کی ہمت بلند کا معترف ہوں ' لیکن جب خود خدا کہتا ہے : ان الله لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها " " فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره و من یعمل مثقال ذرة شرا یره " " تبت یدا ابی لهب " تو پھر ایک مصلح دینی و محتسب عمومی کا یہ عذر بارد کہاں تک بجا ہوسکتا ہے ؟ اگر ایک مصلح دینی بت پرستی و شرک سے دنیا کو نجات دلانا چاہتا ہے ' تو جسطرح اوسکا یہ فرض ہے کہ بت خانوں کے کنگرہ ہائے مرتفع کو منہدم کرے ' اوسی طرح اوسکا یہ فرض بھی ہے کہ اوس حجر کلمس کو بھی ٹھکرادے ' جو باعتبار طول و عرض کے سطح ارض سے ملصق و متصل ہے مگر ایک بندۂ خدا کی جبین عبودیت کو داغدار بناتا ہے - میں اب آپکی خاطر اصول شریعت کو چھوڑ کر صرف عقلی حیثیت سے بحث کرتا ہوں کیونکہ کوئی طریقہ عقل و نقل سے باہر نہیں - آپ بتائیں کہ کلیات و اصول کا دنیا میں کہاں وجود ہے ؟ قابل خطاب اشخاص تو ہر زمانے میں چند ہی ہوتے ہیں ' باقی عام لوگ ہیں جن کو جمہور و امت کہا جاتا ہے ' اور شریعت انہی لوگوں کیلیے نازل ہوئی ہے ' پھر خدا تو ان کو قابل خطاب سمجھتا ہے ' اور آپ ان سے اس بنا پر قطع نظر کرتے ہیں کہ اس خط کو کسی عظیم الشان آدمی نے غائب نہیں کیا ' بلکہ منشی محمد علی یا عبد الغفور یا کسی اور شخص نے غائب کیا ہوگا ' اور یہ لوگ قابل التفات نہیں - پھر وہ خط بھی مولانا شبلی کا نہیں تھا ' بیچارے عبد السلام کا تھا جو قابل توجہ نہیں ہے -

مقصد اس تطویل کا یہ ہے کہ اس معاملہ میں آپکے فرائض احتساب امومی پر جائز نکتہ چینی کی جاے ' ورنہ اگر آپ اپنے احتساب و مخاطبین کا دائرہ محدود کردیں تو مجھکو کوئی اعتراض نہیں : و لکل قوم ہاد - آپ صرف طبقۂ امرا و افاضل و اجلاء کے ہادی کہے جائینگے ' اور اس تحدید سے آپ کی خود داری اور فخر و غرور میں بھی اضافہ ہو جایگا -

آپ اکثر یہ بھی کہتے ہیں کہ " فلاں مسئلہ کے چھیڑنے کا وقت نہیں تھا - یہ چیز مصالح وقت کے خلاف ہے " غالباً اس خط کے متعلق تمام مباحث بھی اسی مصلحت آمیز اصول کے تحت میں آگئے ہونگے - لیکن میں نہیں سمجھہ سکتا کہ فرض احتساب دینی وقت کا کیوں پابند ہے ؟ آنحضرت کی ہدایات و ارشادات تو سفر ' حضر ' جنگ ' امن ' جلوت ' خلوت ' غرض تمام اوقات میں جاری تھے - پھر آپ وقت کی تحدید کس اصول کی بنا پر کرتے ہیں ؟ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عبادات شریعت کا وہ جزو ہے جو اخلاق سے الگ ہے ' اور اخلاقی فرائض میں رخص و عزیمت کا مساغ نہیں - مقصد یہ ہے کہ اوس خط کی نسبت بحث کا اصلی وقت وہی تھا جب وہ روداد میں شائع ہوا - آپ نے وہ فرصت کھودی ' لیکن اب بھی وقت ہے - کتمان شہادت اور خیانت اخلاقی جرم ہیں' اور احتساب کیلیے ہر شخص اور ہر زمانہ برابر ہے !

بہر حال اس ضروری و مخلصانہ نکتہ چینی کے بعد میں اپنے خط کے متعلق چند بحث طلب امور کی طرف اشارہ کرنا ہوں :

(۱) میرا خط مکتوب الیہ کو نہیں ملا ' ناظم صاحب مجاریہ و رجسٹر کی رو سے اخبارات میں تحریر شائع کرتے ہیں کہ میں نے ڈاک کا انتظام ۷ - اگست کو اپنے ہاتھہ میں لیا ' اور وہ خط ۲۵ جون کا چلا ہوا تھا جو اس سے پہلے پہونچا ہوگا ' اسلیے میں اس خط کو کیونکر کھول سکتا تھا - اب صرف مہتمم صاحب کی شہادت درکار ہے کہ ڈاک اب تک اونکے پاس آتی تھی' اگر وہ بھی انکار کردیں ' تو ہمیں منشی محمد علی کو شہادت میں طلب کرنا ہوگا جسکے مختلف وجوہ ہیں - وہ اپنی ڈاک براہ راست منگواتے ہیں' ڈالیہ سب سے پہلے اونکے پاس جاتا ہے' وہاں سے ہوکر مہتمم صاحب کی باری آتی ہے - مولانا شبلی کی کتابیں وہی فروخت کرتے ہیں ' الندوہ کی خط و کتابت بھی اونہی کے متعلق ہے ' اسلیے تمام فرمائشی خطوط اونکے پاس جاتے ہیں - اس بنا پر اونکی شہادت شرعی نہایت ضروری ہے -

مولوی عبد الغفور محرر دفتر نظامت کی شہادت بھی مفید ہوگی کہ دفتر کے تعلق سے اونکو اس خط کے متعلق علم ہوگا ' بہر حال میرا مقصد یہ نہیں کہ کسیکو اس فعل شنیع کے ساتھہ متہم کروں - تاہم ناظم صاحب کے انکار کے بعد نفس واقعہ کے انکشاف کیلیے ان تینوں صاحبوں کی شہادت ضروری ہے - خود ناظم صاحب تو اس خط سے بری ہیں' لیکن مولانا شبلی کے ۱۶ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ کو جو خط مجھے حیدر آباد سے بھیجا تھا اور جو مجھے نہیں ملا مگر جلسہ میں پیش کرکے درج روداد کیا گیا ' اوسکی نسبت اونکا یہ عذر کافی نہیں کہ "میں نے ۷ اگست سنہ ۱۹۱۳ع کو ڈاک کا انتظام اپنے ہاتھہ میں لیا " وہ اس خط کے غائب کرنے والے کا نام بتلائیں - بظاہر تو وہی اسکے مجرم معلوم ہوتے ہیں ' کیونکہ اسوقت ڈاک اونہی کے ہاتھہ میں آگئی تھی -

(۲) میرے خط کی نقل جلسہ انتظامیہ میں پیش کیگئی ' حالانکہ اصل خط کے ہوتے ہوے اسکی ضرورت نہ تھی - اب قانونی و اخلاقی دونوں حیثیتوں سے سوال ہوتا ہے کہ نقل میں کچھہ اضافہ یا تغیر و تبدیل تو نہیں کیا گیا ؟ جب تک اصل خط چند معتبر اشخاص کے سامنے نہ پیش کیا جاے یہ شبہہ قائم رہے گا مجھے خط کا مضمون یاد ہے ' مگر اوسکے الفاظ محفوظ نہیں - جان سخن یہ فقرہ ہے " مولانا کا حکم ہے " مگر مجھے اسمیں شبہہ ہے اگر یہ ثابت ہو جاے کہ میرے ان الفاظ کو بدل دیا گیا ہے تو جعلسازی و بد دیانتی ناظم صاحب کی ثابت ہو جائیگی ' کیونکہ انجیل کے محرف ہونے کیلیے یہ ضروری نہیں کہ ہر لفظ میں تحریف کی گئی ہو - کسی کے نام سے جعلی خط بنا کے عدالت میں پیش کرنا ' یا کسی کے خط میں تغیر کرکے عدالت کو دکھلانا ' میرے نزدیک اخلاقی حیثیت سے دونوں برابر ہیں - قانون کو میں نہیں جانتا -

(۳) اس خط کی عجیب و غریب خصوصیت یہ ہے کہ اگر وہ مکتوب الیہ کے پاس پہونچتا تو اسٹرائک نہ ہوتی' لیکن نہیں پہونچا اسلیے اسٹرائک ہوگئی ' مولانا خلیل الرحمان کے ہاتھہ میں مولانا شبلی کی بدنامی کی دستاویز ہاتھہ آگئی' اوسکے بھروسے پر انہوں نے طلباء پر سختیاں کیں کہ اگر دب گئے تو میرا رعب قائم ہو جائیگا ' اور اسٹرائک کی بنا پر اس خط کے ذریعہ سے مولانا شبلی کو بھی بدنام کرونگا ' طلباء کی اسٹرائک کو بھی سازشی ثابت کرکے بے اثر کردونگا - پس فی الحقیقت اسٹرائک کا بانی مرخص وہی شخص ہے جس نے مولانا خلیل الرحمان کو یہ خط دیا -

(۴) یہ خط مولانا خلیل الرحمان کو نیک نیتی سے نہیں دیا گیا' بلکہ اسکا مقصد نہایت وسیع تھا - جس شخص نے اونکو یہ خط دیا ہوگا وہ اونکے دل میں رسوخ و محبت پیدا کرسکتا تھا - اس خط کے ذریعہ مولانا شبلی کو بد نام کر سکتا تھا ' اور مجھے موقوف کرا سکتا تھا ' غرض کہ اس قسم کے مختلف اغراض شخصیہ کو پورا کر سکتا تھا -

میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ ندوہ کی اوسوقت تک اصلاح نہیں ہوسکتی جب تک کہ اوس شخص کا پتہ نہ لگایا جاے جس نے میرا خط اوڑایا - اسی فتنہ انگیز نے اس قسم کے نا جائز و مخفی ذرائع سے ندوہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہوگی - پس آپ کا فرض ہے کہ فرض اصلاح کے اتمام کیلیے اوسکا پتہ لگائیں - ارکان ندوہ کو اسکی طرف متوجہ کریں' جو کمیٹی تمام معاملات جزئیہ ندوہ کی تحقیقات کرے ' وہ تمام ملازمین مدرسہ کی اخلاقی خصوصیات کو بھی پیش نظر رکھے - ہر قومی مدرسہ میں اپنے اغراض شخصیہ کی تکمیل کیلیے اس قسم کے مفسد پیدا ہو جاتے ہیں ' اور ندوہ میں بھی اسی قسم کے مفسد ہیں ' اور اونکے جال میں پھنسکر اور لوگ بھی نا دانستہ فتنہ گری کرتے ہیں - مجھے توقع ہے کہ آپ اس خط کو شائع کرکے تمام مراتب کی تحقیقات کرینگے -

پٹنہ یونیورسٹی اور مسلمان

پٹنہ یونیورسٹی کے متعلق تمام امور پر غور کرنے کے لیے جو کمیٹی قائم کیگئی تھی' اسکی رپورٹ شائع ہوگئی - اسکے دیکھنے سے ابتدائی نظر میں اسکا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ یہ یونیورسٹی گورنمنٹ یونیورسٹی ہوگی یا ہندو' یا عیسائی یونیورسٹی؟ کیونکہ جہاں ایک طرف کینگ کالج کی عمارت کی بنیاد پڑتی ہے' وہاں اسکے مقابل میں ایک سنسکرت کالج کی عالیشان عمارت بھی جو ایک لاکھہ چونسٹھہ

هزار کي لاگت سے تيار هولي هے' ساڑهے نو هزار کے فرنيچر اور پچيس هزار کی کتب سنسکرت سے بهي آراسته نظر آتي هے - اس ميں دو سو طالب علمونکو مفت تعليم دينے کي تجويز منظور کی گئي هے جنميں سے سو طالب علمونکو بلا کسي معارضه کے هوسٹل ميں جگه بهي دي جائيگي اور اونکے ليے خود يونيورسٹي قوم سے سائل هوکر انکي خور و نوش کا سامان کريگي- نيز بعد فراغت اچار جيا کو ۲۰ روپيه ماهوار کا تين سال تک وظيفه ملے گا -

ليکن کميٹي کے راز سربسته سے ايک نا واقف شخص جب يه دريافت کرتا هے که گورنمنٹ نے اپني مسلمان رعايا کے ساتهه جنکو اڑيسه کي هندو آبادي کے ساتهه ضم هوجانے سے بهت سے حقوق ميں محروم هوجانا پڑا هے' تعليم ميں کيا مراعات کيں؟ تو اسکو نهايت مايوسانه جواب ملتا هے' اور مسلمانان بهار کو يکسر گويا اخراج کا حکم ديديا جاتا هے!!

کميٹي کے هندو اور يوروپين ممبر برابر حصه تقسيم کرليتے هيں' کيونکه جهاں هندؤں کيليے ايک کالج قائم کيا گيا هے اور ۲۷ ... هزار سالانه کي رقم ديگئي هے' وهاں هندو ممبروں نے اپني فياضي سے اضافه کے ساتهه يوروپين ممبرونکو پرنسپل اور پروفيسر کے عهده کي طمع ديتے هوے تيس هزار سالانه کا ايک عهده (وائس چانسلر) کا نذر کيا هے جو کسي يونيورسٹي ميں نهيں هے' اسپر يوروپين منصف مزاج ممبروں نے بهي اپنے حصه ميں سے اس کالج کے کل عهدے هندؤں کو ديکر برابر کا سهيم بنا ليا هے!

پهر ايسي صورت ميں هم کيونکر باور کرسکتے هيں که يه يونيورسٹي اسي گورنمنٹ کي هے جسکي سلطنت کا قيام ان دونوں ستونوں (هندو مسلمانوں) پرهے؟ عربي تعليم گاه کے قائم کرنيکي تجويز ناکام رهي تو اسکا ذمه دار کون هوگا؟ آنريبل مولوي فخر الدين صاحب اور مسٹر نور الهدى صاحب مسلمانونکو اس بارے ميں واقفيت بخشيں ورنه قوم کي جانب سے پوري ذمه داري انهی پر عائد هوگی -

سيد ابوالحسن از محله گذري - پٹنه

ڈيلي کيـوٹنگ ايپرٹيس

يعني

دستی ليتهو پريس

سوداگران - ممتحنوں- وکيلوں - بيرسٹروں اور ديگر پبلک کيليے ايک نهايت عجب بکار آمد چيز هے' اسميں پريش وغيره کا کوئی خرخشه نهيں جو کاغذات چپک جائيں اور نه اسميں يوٹنسيل (Utenoil) کاٹنے کا جهگڑا هے' هاتهه سے حروف لکهکر مضمون پريس پر جما ديجيے اور جسقدر کاپياں درکار هوں چهاپ ليجيے -

قيمت چهوٹا ليٹر سائز ۷ روپيه - بڑا کوارٹر ۱۲ روپيه - علاوه محصول ڈاک - مندرجه ذيل پته سے طلب فرمائيے -

حکيم مهر الدين - منشي عالم - امرتسر -

جوهر عشبه مغربی و چوب چينی

يورپ کے بنے هوے همارے مزاجوں کے ساتهه اس ليے موافق آتے هيں که وه روح شراب ميں بناے جاتے هيں' جو گرم مزاج اور گرم ملک کے باشندوں کو بجاے اس کے که گرم خون کو ٹهنڈا کريں خون کو اور تيز کرديتے هيں - هم نے اس جوهر ميں برگ ثنا' چوب چيني وغيره مبتدل و مبرد خون دوائيں شامل کردي هيں - جن کي شموليت سے عشبه کي طاقت دو چند هوگئي هے - چند خوراک تجربه کرکے ديکهه ليجيے - سياه چهرے کو سرخ کرديتا هے - بد نما داغ' پهوڑے' پهنسي' بيقاعدگي حيض' درد نل' هڈيوں کا درد' درد اعضا' وغيره ميں مبتلا رهتے هيں اسکو آزمائيں -

ياد رکهيگا که دوا سازي ميں يه نکته دل ميں جگه دينے کے قابل هے که ايک دوائي جو ناتجربه کار بناے مضر و بے عمل هوجاتي هے - اور وهي دوا مناسب اجزاء و ترکيب سے واقف کار بناے تو مختلف حکمي عمل و عجيب و غريب خواص و فوائد ظاهر کرتي هے - دوا سازي ميں قاعده هے که جب تک دوا سازان اجزاء کے افعال و خواص سے با خبر نهو' کبهي اسکا ترکيب ديا هوا نسخه سريع الاثر حکمي فائده نه کريگا - يهي وجه هے که جاهل دوکانداروں کے نسخے جو دوا سازي کے اصول سے محض نا آشنا هوتے هيں بجاے فائده دينے کے نقصان کرتے هيں' لهذا ان سے بچنا چاهيے - قيمت شيشي کلاں ۳ روپيه - شيشي خورد ايک روپيه ۸ - آنه -

المشتهـر

حکيم' ڈاکٹر' حاجي غلام نبي زبدة الحکما شاهی سند يافته

موچي دروازه لاهور

رُخِ گلگوں کو بچایئے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایہ شکر گذاری - اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب ہوا ملنی نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پومیڈیا اسپرٹ میں حل کئے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں رخساروں کے لئے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونہ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں نلاحت - بالوں میں ملائمیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کردیتا ہے - اور مروجہ پومیڈ کی بہ نسبت سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵/)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کنندہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زادِ چمن!

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھوکا - موج بوئے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کردیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج بخور عنبر کی تھوڑی حرکت شام و دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کردیتی ہے - اور اسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود صحن چمن میں ہے - یا چمن ہی کسی کیمیائی قوت سے صحن و دماغ میں منتقل ہوگیا ہے - اگر سنگھار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شگوفہ کاری ایک ہی دیا سلائی سے سمند ناز پر تازیانہ بجاتی ہے +

ایک اونس کے خوبصورت بکس ہیں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۴/

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی روح بزجلس کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوب کے اندر رکھی ہوئی تین مختلف خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پرستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے باذوق اور نازک دماغ اصحاب حکما - اطبا - ایڈیٹرز - مشاہیر و اکابر انکو قدسیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں +

تاج قطرہ تسنیم
فی شیشی ایک ڈرام عہ/

تاج روح شمیم
فی شیشی ایک ڈرام عہ/

تاج موج نسیم
فی شیشی ایک ڈرام ۱۲/
علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی